علامہ شیخ احمد بن حجر آل بوطامی قاضی محکمۂ شرعیۂ قطر کی کتاب
تطهير الجنان والأركان عن درن الشرك والكفران
کا اُردو ترجمہ مسمّٰی بہ

# التوحید



ترجمہ
مختار احمد الندوی

الدار السلفیہ
حامد بلڈنگ مومن پورہ مولانا آزاد روڈ بمبئی نمبر ۱۱ ۴۰۰۰۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تطہیر الجنان والارکان عن درن الشرک والکفران

مؤلفہ

علامہ شیخ احمد بن حجر آل بوطامی السلفی قاضی محکمہ شرعیہ قطر

کا اردو ترجمہ

مسمّٰی بہ

# التوحید

ترجمہ

مختار احمد السلفی الندوی

ناشر

الدار السلفیہ

حامد بلڈنگ، مومن پورہ، مولانا آزاد روڈ، بمبئی نمبر ۱۱

# فہرست مضامین





مختار احمد ندوی طابع ناشر نے بیبر پرنٹ انڈیا ممبئی میں چھپوا کر ادارۃ السلفیہ مولانا آزاد روڈ ممبئی ۸ سے شائع کیا

# پیش لفظ

مومن کا سب سے بڑا سرمایہ "توحید" ہے اسکی نجات کا سب سے بڑا سہارا "توحید" ہے۔ جن و انس کی تخلیق کا مقصد ہی "توحید" ہے۔ انسان کے نامۂ اعمال میں توحید سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں، اسلام کا پورا علم کلام اور شریعت کا سارا نظام "توحید" کے اِرد گرد گھومتا ہے۔ توحید ہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے۔ اسی سے اسلامی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے اور اسی پر خاتمہ بالخیر ہوتا ہے، یہی جنّت کی کنجی ہے اور یہی دنیا کی سعادت، اسی پر شفاعت موقوف ہے اور یہی تمام انبیاء کی دعوت کا نقطۂ آغاز ہے۔

شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ ناقابلِ معافی جرم ہے افسوس دنیا شرک کا بازار بن گئی ہے۔ ہر طرف شرک کی فراوانی ہے، توحید علمِ کلام کا ایک مسئلہ بن کر رہ گیا ہے، دنیا توحید کے نام پر شرک کر رہی ہے۔

عیسائیت جسے دنیا کی سیاسی اِقتصادی اور علمی قیادت حاصل ہے توحید کی بجائے "تثلیث" پر قائم ہے۔ یہودیت کا سارا فلسفہ شرک و رہبان پرستی ہے۔ ہندومت، مجوسیت اور دیگر چھوٹے موٹے مذاہب شرک ہی کی بنیاد پر قائم ہیں۔ اسلام کا سارا کرّ وفر توحید کی بدولت تھا توحید

ہی نے اسلام کو تمام اَدیان پر غالب کیا تھا، لیکن ..... آج ..... یہ حقیقی اسلام خود مسلمانوں میں اجنبی ہو کر رہ گیا ہے۔

رسول پرستی، ائمہ پرستی، پیر پرستی، قبر پرستی اور لاتعداد قسم کی پرستشوں نے خدا پرستی کی آواز کو دبا رکھا ہے۔ رسول خدا کے اَوتار بن گئے ائمہ کرام کو رسول کا مقام دے دیا گیا، پیروں اور درویشوں کی چوکھٹیں کعبہ کا دروازہ بن گئیں، پرشکوہ مقبروں نے مسجدوں کا رعب ختم کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اُمت کے لئے اسوۂ حسنہ" بن کر آئے تھے ان کی سنتیں بدعتوں کے انبار میں دب گئیں، اسلام کا چہرۂ مصفّا عجمی افکار سے داغدار ہو گیا۔ افسوس آج اِسلام خود اپنی غربت پہ رو رہا ہے۔

اللہ جزائے خیر دے علّامہ شیخ احمد بن حجر قاضی محکمۂ شرعیہ قطر کو انہوں نے اس اہم موضوع پر قلم اُٹھایا اور موضوع کا حق اَدا کر دیا، اس جامع اور مختصر کتاب میں علّامہ موصوف نے توحید کی عظمت اس کے محکم دلائل، شرک کی نجاست اس کے بدتر نتائج، نیز شرک کے تمام رائج اقسام قبر پرستی، وسیلہ، علمِ غیب، غیر اللہ کی نذر و نیاز، اولیاء کرام سے استمداد، استغاثہ، تقرب، مسئلہ حیات النبی وغیرہ جیسے مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے طرزِ تحریر اتنا دلکش اور دلائل اتنے مُسکِت ہیں کہ ہر حق پسند جس کے دِل میں قبولیتِ حق کی ذرا بھی رمق باقی ہو گی وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

علامہ موصوف نے شرک وبدعات کے داعیوں کی ایسی قلعی کھول دی ہے اور ان کے دلائل کا تانا بانا اس طرح بکھیر دیا ہے کہ اسلاف کی ہڈیوں کے بیوپاری تاجر کتاب کے مطالعہ سے مبہوت ہو کر رہ جائیں گے۔

کتاب کے ترجمے میں آسان سے آسان زبان استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ہر ممکن حد تک عام فہم بنانے کی جدوجہد کی گئی ہے۔

قارئین کرام سے استدعا ہے کہ اس کے مطالعہ کیوقت پہلے کتاب کے مصنف علامہ شیخ احمد بن حجر آل بوطامی حفظہ اللہ وتولاہ کے لئے دعا فرمائیں اور ان کے بعد راقم الحروف کتاب کے مترجم اور اس کے ناشرین و معاونین کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل فرمائیں۔

رب العالمین سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مشعل ہدایت اور اس کے مصنف ومترجم وناشرین کے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

اللہ کا شکر ہے کہ اسنے اس کتاب کو قبول عام بخشا اور مسلمانوں کے تمام حلقوں میں اسکا زبردست خیر مقدم کیا گیا چنانچہ مختصر سی مدت میں اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اور اب الحمد للہ ضروری ترمیم واضافے کے بعد اسکا دوسرا ایڈیشن قارئین کے ہاتھوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ربنا تقبل منا انك السميع العليم ؁

مختار احمد ندوی سلفی

مدیر الدار السلفیہ ۔ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خطبۃ الکتاب

شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں اپنی عبادت اور اپنی اور اپنے رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیا اور ہم سے اچھے انجام اور مزید انعام کا وعدہ فرمایا، اور درود و سلام ہو ہمارے سردار حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو عزت و سرداری کے سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور ان کے آل و اصحاب پر جنہیں اللہ نے عزّت و سعادت سے نوازا ہے۔

حمد اور درود و سلام کے بعد معلوم ہو کہ

اسلام کی صبح جب سے طلوع ہوئی اس وقت سے وہ برابر جنگ کا شکار رہا، قریش بلکہ تمام مشرکین عرب کی طرف سے اس پر جنگ مسلّط کی گئی پھر یہودیوں ایرانیوں رومیوں اور صلیبیوں کی طرف سے بھی، لیکن اللہ نے کامل فتح اسلام اور مسلمانوں ہی کے لئے مقدر رکھی اور کفّار و مشرکین کو ہمیشہ ذلیل وخوار کیا، لیکن اس ذلّت و رسوائی کے باوجود دشمنانِ اسلام باز نہیں آئے اور سازشوں و عداوتوں میں لگے رہے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے گمراہ کن پروپیگنڈے کرتے ہی رہے، ان کی باتیں بڑھتی رہیں اور

ان کے طریقے مختلف شکلیں اختیار کرتے رہے حتّٰی کہ ان میں سے اکثر نے خود کو مسلمان کہلانا شروع کیا تاکہ اس طرح اُن کے عقائد پھیل جائیں اور اسلام کے خلاف ان کا منشاء پورا ہو جائے اللہ انہیں معاف نہ کرے۔ ان میں سب سے بدتر اور ناپاک ترین پروپیگنڈہ جس کو سب سے زیادہ رواج عام حاصل ہوا وہ بدعتیوں قبر پرستوں اور گمراہ صوفیوں[1] کا پروپیگنڈا تھا

---

[1] حق پرست کے بجائے گمراہ صوفی اس لئے کہا کہ صوفیاء کی دو قسمیں ہیں، سچے اور گمراہ، سچے صوفیاء وہ ہیں جنھوں نے اپنی تعلیمات کو کتاب و سنّت کے اندر محدود کر رکھا ہے اور ان سے باہر نہیں نکلتے۔ بس ان کی خصوصیت یہ ہے کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کے تصوّر کو انہوں نے غالب کر رکھا ہے جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت جنید بغدادی اور حضرت سہل تستری وغیرہ رحمہم اللہ۔ اور گمراہ صوفیاء وہ ہیں جو کتاب و سنّت کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں اور ایسے عقائد پیش کرتے ہیں جن کی بابت اللہ نے کوئی حکم نازل نہیں کیا اور ایسے من گھڑت اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں جن سے قرآن وحدیث کا کوئی لگاؤ نہیں مثلاً وحدۃ الوجود پر ان کا اعتقاد، ایسی مجلسوں اور وظیفوں کا ایجاد کرنا جن میں اذکار و اوراد کے ساتھ رقص کرنا، مرد و زن کا اختلاط، ڈھول بجانا

جنہوں نے دین کے نام پر بدعات اور گمراہیوں کی اشاعت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، حالانکہ دینِ اسلام ان ضلالتوں سے بالکل بری اور پاک ہے۔ انہوں نے عوام کو قبر پرستی کی دعوت دی اور مختلف طریقوں سے قبر پرستی کو عوام میں خوبصورت بنا کر پیش کیا۔ مثلاً قبروں پر شاندار قبوں کی تعمیر، ان کی سجاوٹ اور ان پر عمدہ چادروں کے چڑھانے کی دعوت دی تاکہ دیکھنے اور زیارت کرنے والے ان کی طرف کھنچیں اور یہ قبے دہشت و تعجب کا مقام بن جائیں، نیز انہوں نے ان مقبروں کے پاس سجادہ نشینوں کو مقرر کر رکھا ہے تاکہ وہ زائرین کو ان قبروں کا طواف کرائیں اور انہیں سکھائیں کہ کس طرح وہ اولیاء کرام کو پکاریں اور اُن کے سامنے اپنی حاجات پیش کریں۔

نیز قبروں کے متعلق جھوٹی کہانیاں اور ایسی مختلف کرامات گھڑھیں جن کو صحت سے دور کا بھی واسطہ نہیں، اور فریاد و دعا کیلئے ایسے قصائد و اشعار بنائے جو صرف اللہ خالق ارض و سماوات ہی کیلئے زیبا ہیں۔

اور ایسی کتابیں تالیف کیں جو انبیاء اور صالحین کی بندگی کی دعوت

---

صلہ کا حاشیہ: جھنڈے لہرانا اور خرق عادت باتوں کا ارتکاب کرنا مثلاً خود کو چھری اور خنجر سے زخمی کرنا، آگ کھانا وغیرہ وغیرہ شامل ہیں، اے اللہ! اپنے بندوں کو صراطِ مستقیم دکھا۔ آمین۔

دیتی ہیں، انبیاء وصالحین کی محبت میں بظاہر ڈوبی ہوئی یہ کتابیں لوگوں کو بتاتی ہیں کہ یہی لوگ اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں اور اللہ اور ہمارے درمیان وسیلہ ہیں، اپنی ان باتوں کو وہ صالحینِ امت کے متعلق جھوٹی من گھڑت کہانیوں اور موضوع احادیث وفاسد قیاسات سے خوبصورت وباوقار بناتے ہیں جیسے یہ موضوع حدیث کہ لو اعتقد[1] تم بحجر لنفعکم یعنی اگر تم کسی پتھر پر بھی عقیدہ رکھ لو تو وہ تمہیں فائدہ دے گا ان سب کے علاوہ وہ ایسی آیات اور صحیح حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جو ان کے خود ساختہ مفہوم کی کسی طرح تائید نہیں کرتیں، ان کی تفصیلات آپ آئندہ رسالے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ مہلک بیماری تمام عالمِ اسلام میں پھیل گئی اور اس سے اللہ کے صرف وہی گنے چنے بندے اور علماء عاملین محفوظ رہ سکے جو انبیاء اور مرسلین کی لائی ہوئی توحید کو اچھی طرح جان اور پہچان گئے تھے۔

---

[1] یہ حدیث کھلم کھلا بت پرستی کی دعوت دے رہی اور پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس حدیث کا قائل اسلام کا بدترین دشمن ہے اور بت پرستی وحجر پرستی کا داعی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی حدیثیں ان لوگوں میں کیسے پھیل گئیں جو خود کو عالمِ دین کہلانے کے دعویدار ہیں۔

اسی طرح بعض اسلامی ممالک مثلاً جیسے سعودیہ عربیہ جو اپنے مخلص علماء اور ہدایت پرست سلاطین کی برکت سے شرک وبدعات کی اس عام وباء سے محفوظ رہے ۔

شرک وضلالت کے ان داعیوں کے غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام دھوکہ کھا گئے اور الٰہ العظیم خالق العباد کی توحید سے منحرف ہوگئے اور بت پرستی میں منہمک ہوکر انبیاء اور صالحین کی قبروں سے تقرب حاصل کرنے لگے ، پھر یہ گمراہی یہاںتک بڑھی کہ یہ ان درختوں اور غاروں تک سے تقرب حاصل کرنے لگ گئے جو اُن اولیاء وصالحین کیطرف منسوب تھے ، یہ ان پر انواع واقسام کی نذریں چڑھاتے اپنی مصیبتیں دُور کرنے کی ان سے درخواست کرتے اولاد ، رزق ، نوکری یا بارش وغیرہ اُن سے طلب کرتے جو اللہ رب العالمین کے سوا کسی کی قدرت وطاقت میں نہیں اور ان صالحین کی قبروں کا اسی طرح طواف بھی شروع کر دیا جس طرح کعبہ معظمہ کا طواف کیا جاتا ہے ۔ ان قبروں کی طرف دور دراز مقامات سے بہ نیتِ حج سفر کرنے لگے اور ان قبروں پر جنہیں یہ بزعم خود مقدس سمجھتے تھے بڑی بڑی جائدادیں وقف کردیں ، یہاںتک کہ ان میں سے بعض مدفون حضرات کے نام سے خزانوں میں کروڑوں روپے جمع ہوگئے شاعرِ عظیم حافظ ابراہیم پہ اللہ رحمت نازل فرمائے انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے

ہمارے زندوں کو تو ایک پیسہ بھی نہیں دیا جاتا
لیکن ان مُردوں کو ہزار ہا ہزار دیا جاتا ہے
ان قبروں میں سونے والوں کے نصیب کا ذمہ دار کون ہو سکتا ہے
جن کی چوکھٹوں پر نمازیں پڑھی جاتی ہیں !

لوگ ان کے لئے دوڑ رہے ہیں اور اُن کے اِردگرد
نذر و نیاز کا سمندر بہہ رہا ہے اور آیاتِ قرآنی پڑھی جاتی ہیں
اُور کہا جاتا ہے کہ ان کا یہ دربار دراصل دربارِ مصطفٰے ہے
اور یہ وسیلہ ہیں جن سے حاجات پوری کی جاتی ہیں

اور آپ ان قبروں کے آس پاس جمِ غفیر اور مرد و زن کا اختلاط پائیں گے اور ان میں سے بہتوں کی گریہ و بکاء آہ و زاری اور دعاؤں کا شور سنیں گے ۔

اسی طرح آپ اکثر علم کے دعویدار اور ضلالت کے ڈھنڈورچیوں کو دیکھیں گے کہ وہ ان اعمالِ بد کی تحسین کرتے ہیں اور لوگوں کو محض اپنے مفاد کی خاطر ان منکرات کے ارتکاب کی ترغیب دیتے ہیں ، بدعتی علماء اور سجادہ نشینوں کے گمراہ کن پروپیگنڈوں سے اس قدر دھوکہ کھا گئے ہیں کہ وہ ان شرک و بدعات کو دین کی بنیاد سمجھ کر عمل کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ انہیں اللہ رب العالمین تک پہنچا دیں گی ۔

اور مصیبت در مصیبت ان لوگوں کے لئے ہے جو اُن کو روکتے ہیں اور انہیں سمجھاتے ہیں کہ ان اعمال کا دین سے ذرا بھی لگاؤ نہیں بلکہ یہ سراسر دین کے منافی ہیں اور دینِ اسلام ان سے بری ہے، بلکہ تمہارے لئے ضروری ہے کہ اللہ رب العزت کے ساتھ ان عبادات کو خاص کر دو۔ جن سے تم مردوں کا تقرب حاصل کرتے ہو جو خود اپنے لئے نفع ونقصان زندگی اور موت وحشر ومعاد کے مالک نہیں تو دوسروں کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

ان شرکیات وبدعات کے بارے میں علماء کی تین قسمیں ہیں۔

ایک قسم تو ان کی وہ ہے جو کھلم کھلا ان بدعات وخرافات کی تائید کرتے اور ان کی تبلیغ کرتے ہیں اور اپنے ان خیالات کی تائید میں کتابیں لکھتے اور چھاپتے ہیں خصوصاً جب اُن سے ان کی کوئی مادی غرض بھی وابستہ ہو۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو حق کو پہچانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ عوام الناس کا عقیدہ باطل ہے لیکن وہ لالچ یا خوف یا بزدلی کی بنا پر عوام ہی کا ساتھ دیتے ہیں۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جو ان بدعات کا کھلم کھلا انکار کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی انہیں ترک کرنے کی تلقین کرتے ہیں نیز توحید اور سنّت مطہرہ کو

مضبوطی سے پکڑنے کی دعوت بھی دیتے ہیں لیکن اوّل الذکر دونوں قسموں کے مقابلے میں ان کی تعداد بہت کم ہے۔

اگرچہ اس دَور میں ممالکِ عربیہ کے اندر کتابوں کی کثرت ہے اور اکثر لوگوں کا ذہن روشن ہے لیکن پھر بھی علم توحید اور خاص کر توحید الوہیت کا مکمل اہتمام اَب تک نہیں کیا جاسکا کچھ لوگ اپنی کتابوں میں چند سطریں اس کی بابت لکھ دیتے ہیں اور ان اعمال کی ہجو بھی کر دیتے ہیں اور صرف یہ کہکر گذر جاتے ہیں کہ اِسلام میں ان خرافات کا کوئی مقام نہیں لیکن یہ سرسری تذکرہ کسی طرح کافی نہیں ہے،

اس لئے میں نے محسوس کیا کہ بدعات کے رَد اور توحید کے جملہ اقسام اور خصوصًا توحید الوہیت پر آیات واَحادیث کے ادلہ سے مدلل بدعتیوں کے شبہات کے مکمل جواب پر مشتمل ایک رسالہ مرتّب کرنے کی سخت ضرورت ہے شاید کہ اللہ اس رسالہ کے ذریعہ اَپنے بندوں کو فائدہ پہونچائے۔ لیکن اپنے مشاغل کی کثرت کی وجہ سے یہ عزم ابھی پختہ نہ ہوا تھا کہ شیخ عبد الحمید البکری السیلانی ہمارے یہاں تشریف لائے جو درحقیقت توحیدِ الٰہی اور سنت رسولؐ وصحابہؓ کے ساتھ تمسک کے داعی اور شرک و بدعات اور محدثات کے کٹر مخالف ہیں، برادرِ مذکور نے مجھ سے کہا کہ وہ سیلون میں بدعتیوں اور قبر پرستوں کی جانب سے سخت تکلیف اُٹھارہے ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ توحید کی

بابت میں انہیں کچھ ٹیپ کرادوں ، چنانچہ ان کے ذاتی ٹیپ ریکارڈر ہی میں میں نے ٹیپ کرادیا ۔ میں نے اپنا بیان جب ختم کرلیا تو شیخ عبدالحمید نے کہا بہتر ہوتا جو کچھ آپ نے کہا وہ سب ایک رسالہ کی شکل میں مرتب ہو جاتا جنہیں آپ شائع کر دیتے اور پھر ہم انہیں سیلونی اور ملیباری زبان میں ترجمہ کر ڈالتے اور برادر عزیز محمد سلیم میران نے ملیباری میں ترجمہ کر کے اسکو چھاپ بھی دیا ہے ۔ افسوس کہ موصوف اب اللہ کو پیارے ہو گئے ۔

ان کی بات میں نے قبول کرلی اور اللہ رب العزت سے ثواب کی امید پر اس موضوع پر لکھا اور اسے پڑھا اور درست کیا اور اس میں بعض مفید اضافے بھی کئے اور کچھ مختصر حاشئے کا اضافہ بھی کیا اس طرح یہ ایک مفید رسالہ بن گیا جو توحید کے تمام اقسام پر حاوی ہے نیز قرآن وسنت و احادیث نبویہ کے دلائل سے مدلل ہے اور بدعت سے متعلق اعتراضات کا مکمل جواب ہے ۔ میں نے اس رسالے کا نام "تطہیر الجنان والارکان عن درن الشرک والکفران" رکھا ہے ۔ یعنی "دل اور اعضاء کو شرک اور کفر کے میل سے پاک کرنا ۔"

اللہ سے میری دعا ہے کہ اس عمل کو اپنی ذات کریم کے لئے خالص کرے اور اسے جنات النعیم کے حصول کا ذریعہ بنائے (آمین) وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ والتابعین ۔

احمد بن حجر

سب تعریف اللہ رب العالمین کیلئے ہے اور درود و سلام ہو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے سب آل واصحاب پر۔ آمین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (الذاریات آیت ۵٦)

(اور میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں)

یعنی ان کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ انہیں حکم دوں کہ وہ میری عبادت کریں اور عبادت میں مجھ کو اکیلا رکھیں (کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کریں) اور یہی وہ توحید ہے جسے حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک تمام انبیاء لے کر آئے۔

# توحید[1] کی تین قسمیں

۱۔ توحید ربوبیت ۲۔ توحید الوہیت ۳۔ توحید اسماء وصفات

**۱۔ توحید ربوبیت:** یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں کا

---

[1] توحید۔ وَحَّدَ یُوَحِّدُ سے مشتق ہے۔ لغت میں توحید کہتے ہیں یہ جاننا کہ فلاں شئ ایک ہے۔ اصطلاح میں توحید اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ عقائد دینیہ کا اثبات کیا جاسکے جو اپنے عقلی اور نقلی دلائل سے ماخوذ ہو اور شرح میں توحید کہتے ہیں عبادت میں معبود کو ایک کرنا اس کی وحدانیت کے اعتقاد اور اس کی ذات وصفات وافعال کی تصدیق کے ساتھ۔

خالق اور رازق ہے ان کو زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے یا ہم اللہ کو اسکے افعال میں اکیلا سمجھیں، یعنی یہ عقیدہ رکھیں کہ صرف اکیلا اللہ ہی خالق و رازق ہے۔

اور اس کا اقرار پچھلے تمام مشرکین اور یہود و نصاریٰ صابئین و مجوس تمام اہلِ ملّت نے کیا ہے۔

اس عقیدے کا انکار یا تو پچھلے ملحدوں نے کیا ہے یا موجودہ دَور کے کمیونسٹوں نے۔

## توحید ربوبیّت کی دلیل:۔

اللہ ربّ العزّت کا انکار کرنے والے ان جاہلوں سے کہا جائے کہ کوئی عقلمند اس کو مان نہیں سکتا کہ کوئی اثر کسی مؤثر کے بغیر اور کوئی فعل کسی فاعل کے بغیر یا کوئی مخلوق کسی خالق کے بغیر بھی موجود ہو سکتی ہے اور یہ بات تو بلا اختلاف کہی جا سکتی ہے کہ جب تم کسی سوئی کو دیکھتے ہو تو تم کو یقین ہو جاتا ہے کہ ضرور اس کا کوئی بنانے والا ہے تو خود سوچو کہ یہ عظیم الشان کائنات جس کے سامنے عقل حیران اور اہلِ عقل پریشان ہیں آخر بلا موجد کے کیسے وجود میں آگئی اور بغیر کسی منتظم کے اتنا بڑا نظم کیسے قائم ہے اور اس کائنات کے تمام ستارے، بدلیاں، بجلی، کڑک، ہوا، صحرا و سمندر، رات و دن، ظلمت و نور، درخت و پھول، جنّ و انسان، فرشتے و جانور غرض وہ تمام اقسام جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا کیسے بلا موجد کے وجود میں آسکتے ہیں، جس کو ذرا بھی عقل و سمجھ ہو گی وہ ایسی بات نہیں

کہہ سکتا الغرض ربوبیّت پر تو اِتنے دلائل ہیں کہ جنہیں شمار بھی نہیں کیا جاسکتا اور سچ فرمایا اللہ سبحانہ' تعالیٰ نے :۔

| | |
|---|---|
| اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ ۞ (الطور ۳۵) | کیا[۱] یہ لوگ بغیر کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں ؟ |

---

۱ع اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ وہ بغیر کسی خالق کے پیدا نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہی انہوں نے اپنے آپ کو پیدا کیا ہے اور آج تک ان میں سے یا انکے پہلے اور بعد والوں میں سے کسی نے بھی اس کا دعویٰ کیا کہ وہ آسمان و زمین کے خالق ہیں ، تو پھر ..... ان کا خالق آخر کون ہے ؟ اگر آدمی نفسانیت سے بلند ہو کر سوچے تو اس سوال کا وہی جواب دے گا جو مشرکینِ مکّہ نے دیا تھا ، جس کی بابت اللہ نے قرآن میں خبر دی ہے ، وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ " اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کس نے بنائے ہیں تو وہ ضرور کہیں گے ان کو غالب جاننے والے نے پیدا کیا ہے " لیکن دہریے اور کمیونسٹ اور جن کا بھی ذہن ان کی تعلیمات سے آلودہ ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انسان اور یہ کائنات اور اس میں موجودہ (باقی صا۲ پر)

نیز فرمایا

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَ — اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا

---

(حاشیہ صفحہ ۲۰ سے آگے) سب چیزیں خود بخود پیدا ہوگئی ہیں نیچر ہی انکا خالق ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ جس نیچر کو وہ خدا کہتے ہیں وہ یہی تمام مخلوقات ہیں جن کو اللہ نے مختلف صفات وخصائص عطا فرمائے ہیں جیسے آسمان وزمین، سورج، ستارے، سمندر اور درخت وغیرہ، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان چیزوں میں نہ زندگی ہے نہ علم، نہ سننے کی طاقت، نہ دیکھنے کی قدرت، نہ ارادہ نہ عقل اِن حالات میں اس نے انسان کو کیسے پیدا کر دیا، اور یہ کیسے سوچا جا سکتا ہے کہ یہ صفات انسان کو طبیعت عطا کرتی ہے جن سے کام لے کر وہ سمندروں کی گہرائی میں غوطہ زن ہوتا ہے، فضا اور ستاروں پر فاتحانہ کمند لگاتا ہے جبکہ خود وہ ان صفات سے خالی اور عاری ہے اور عقل کے نزدیک یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس چیز سے کوئی محروم ہو وہ چیز کسی کو عطا نہیں کر سکتا، لیکن یہ ملحدین اپنی جہالت اور مذہبی لوگوں سے اپنے عناد کی بنا پر خالقِ کائنات کی ربوبیت کا انکار کرتے ہیں جو تمام صفاتِ کمال سے متصف اور ہر نقص سے پاک ہے اور نیچر کی خالقیت کا عقیدہ ایجاد کیا جو گونگی، بے حس اور بے عقل ہے۔

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ — اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے ؏

(الزمر ۶۲)

توحید ربوبیت کے متعلق مشرکین کا اقرار

اللہ کا ارشاد ہے

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؏

(سورہ لقمان : ۲۵)

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو ضرور وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے، آپ کہئے اللہ کا شکر ہے بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے

نیز اس کا ارشاد ہے :

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ

آپ ان (مشرکین) سے کہئے کہ (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے اور وہ کون ہے جو (تمہارے) کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار کو بیجان سے نکالتا ہے اور بیجان کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے (ان سے یہ سوال کیجئے) وہ ضرور (جواب میں یہی)

الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ٭

سورہ یونس آیت ۳۱-۳۲

کہیں گے کہ سب افعال کا فاعل اللہ ہے تو ان سے کہئے پھر شرک سے کیوں پرہیز نہیں کرتے؟ ٭ تب تو یہی اللہ تمہارا حقیقی رب ہے، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا باقی رہ گیا؟ آخر تم کدھر پھرائے جا رہے ہو؟ ٭

نیز اس کا ارشاد ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ٭

(سورہ الزخرف: آیت ۹)

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ان کو زبردست جاننے والے (خدا) نے پیدا کیا ہے ٭

یہ بھی یاد رہے کہ لفظ شرک "شرکت" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین اللہ کی ربوبیت کے اقرار کے ساتھ ہی اللہ کی بندگی میں دوسروں کو بھی ایسے ہی شریک کرتے ہیں جیسے مثلاً کسی چیز میں دو حصہ دار ہوں پھر بھی یہ مشرکین اپنے معبودوں کو اللہ کے ساتھ محبت اور جھکاؤ کے سوا کسی چیز میں بھی برابر نہیں کرتے نہ پیدائش اور ایجاد میں نہ ہی نفع اور ضرر میں ۔



صرف توحید ربوبیت کے اقرار سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔

اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ صرف ربوبیت کی توحید کا اقرار اسلام لانے کے لئے کافی نہیں نہ ہی اس سے اس کا خون و مال محفوظ ہوتا اور نہ ہی یہ عقیدہ اسے آخرت میں نجات دلا سکتا جب تک کہ توحید ربوبیت کے ساتھ توحید الوہیت کا بھی آدمی اقرار نہ کرے۔

## ۲۔ توحید الوہیت

توحید الوہیت کو "توحید عبادت" بھی کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو اس کی عبادت میں اکیلا اور فرد مانا جائے کیونکہ اکیلا وہی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اس کے سوا کوئی اس کا مستحق نہیں خواہ اس کا درجہ و مرتبہ کتنا ہی بلند و بالا کیوں نہ ہو، اور اسی توحید الوہیت کو تمام انبیاء اپنی اپنی اُمتوں کے پاس لے کر آئے۔ اس لئے کہ تمام انبیاء کرام نے توحید ربوبیت کا عقیدہ برقرار رکھا جس کی معتقد ان کی اُمتیں پہلے سے تھیں لیکن انہوں نے اس کے ساتھ انہیں توحید الوہیت کی بھی دعوت دی جیسا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس کی بابت فرمایا ہے۔ نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے خبر دیتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی     اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کے

قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ، اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ٭

(سورہ ہود آیت ۲۵-۲۶)

پاس رسول بنا کر بھیجا (کہ وہ کہیں) کہ اللہ کے سوا اور کی عبادت مت کرو میں تم کو (غیر اللہ کی عبادت سے) صاف صاف ڈراتا ہوں میں تمہارے حق میں ایک بڑے تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں۔

اور ہود علیہ السلام کی بابت فرمایا :

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۔ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۔

(سورہ ہود آیت ۵۰)

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے فرمایا میری قوم کے لوگو اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۔

(سورہ ہود آیت ۶۰)

اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم والو اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ٭

اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بابت فرمایا :

| | |
|---|---|
| وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (سورۂ ھود ۸۴) | اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم والو اللہ کی بندگی کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ؕ |

اور موسیٰ علیہ السلام کی بابت ارشاد فرمایا جب انہوں نے فرعون سے بحث کی۔

| | |
|---|---|
| قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ؟ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ (الشعراء ۲۳-۲۴) | فرعون نے کہا اور رب العلمین کی حقیقت کیا ہے ؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنیوالے ہو۔ |

نیز حضرت موسیٰؑ کی بابت فرمایا کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا :

| | |
|---|---|
| قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ؕ (الاعراف ۱۴۰) | کہا کیا اللہ کے سوا کسی کو تمہارا معبود تجویز کردوں جبکہ اس نے تمکو سارے جہاں پر فضیلت بخشی ہے |

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا :

| | |
|---|---|
| إِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ | بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب |
| فَاعْبُدُوهُ هٰذَا صِرَاطٌ | ہے اس کی بندگی کرو یہی سیدھا |
| مُّسْتَقِيمٌ ۞ (آل عمران ۵۱) | راستہ ہے ۞ |

اور اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اہلِ کتاب سے کہیں :

| | |
|---|---|
| قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا | کہہ دیجئے اے اہلِ کتاب آؤ ایسی بات |
| إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا | کی طرف جو ہمارے تمہارے درمیان |
| وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ | مشترک ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا |
| وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا | کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہم میں |
| يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا | سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب بنائے ۔ |
| مِّن دُونِ اللّٰهِ ۞ (آل عمران ۶۴) | |

نیز اللہ نے تمام انسانوں کو خطاب فرمایا :

| | |
|---|---|
| يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا | اے لوگو! بندگی کرو اپنے رب کی |
| رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَ | جس نے تم کو اور تم سے قبل سب کو |
| الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ | پیدا کیا تاکہ تم متقی بنو ۞ |
| تَتَّقُونَ ۞ (البقرۃ ۲۱) | |

الغرض تمام انبیاء کرام محض اسی لئے مبعوث کئے گئے تھے کہ وہ اپنی قوم کو توحید الوہیت اور صرف اللہ واحد کی عبادت کی دعوت دیں اور طاغوت

بت پرستی سے منع کریں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے :

| | |
|---|---|
| وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ | اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول |
| رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ | بھیجا کہ وہ کہیں کہ اللہ کی بندگی |
| اجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۚ (النحل) | کرو اور طاغوت سے بچو ۚ |

---

عـ۱ طاغوت طغیان سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے حد سے آگے بڑھ جانا اور شیطان، کاہن اور ہر اس چیز پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جسے اللہ کے سوا پوجا جائے ۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے طاغوت کی ایک جامع تعریف کی ہے فرمایا طاغوت ہر اس چیز کو کہیں گے جس کے ذریعہ بندہ اپنی حد سے آگے بڑھ جائے خواہ وہ معبود ہو یا متبوع یا مطاع ، پس ہر قوم کا طاغوت وہ ہوا جسے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں لوگ اپنا معبود بنالیں یا اللہ کے سوا اسکی بندگی کرنے لگیں یا اللہ کی طرف سے بصیرت کے بغیر اس کی پیروی کرنے لگیں یا اس کی اطاعت ان باتوں میں بھی کرتے لگیں جس کے متعلق ان کو علم نہ ہو کہ یہ اللہ کی اطاعت ہے ۔

اور اللہ نے قرآن کی متعدد آیات میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ "إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ" یعنی حکم صرف اللہ کا ہے ، اور (باقی ص۲۹ پر)

(صفحہ ۲۸ کا حاشیہ) ــــــ "وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ حُکْمًا لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ" اور یقین کرنے والوں کے لئے اللہ سے بہتر کس کا فیصلہ ہے؟

نیز فرمایا "فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"

تیرے رب کی قسم لوگ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جبتک وہ آپکو اپنے "اختلافات میں حاکم نہ بنالیں پھر آپ کے فیصلے کے خلاف دل میں کوئی تنگی نہ پائیں اور پوری طرح فیصلہ تسلیم کرلیں"۔

نیز فرمایا :

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا

"اگر تم کسی بات میں نزاع کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لیجاؤ اگر واقعی تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو یہی بہتر ہے اور اچھا ہے انجام"۔

نیز فرمایا :

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ

"اور جس نے اللہ کے نازل کئے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کیا

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

آپ نے تمام انبیاء کرام کی دعوت سُن لی جو انہوں نے اپنی اپنی قوم کو دی یعنی انہوں نے اپنی قوم کے کانوں تک جو سب سے پہلی آواز پہنچائی وہ یہ تھی :

| | |
|---|---|
| یَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (الاعراف ۵۹) | میری قوم والو صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ؕ |

# عبادت کی تشریح

عبادت کے معنی لغت میں "تذلل اور خضوع " یعنی نرمی اور پستی ہے کہا جاتا ہے کہ راستہ معبد ہے یعنی بہت چلا اور روندا گیا ہے[۱] ۔

---

(ص ۲۹ کا حاشیہ) تو یہ لوگ کافر ہیں دوسری آیت میں ہے ، یہ لوگ ظالم ہیں ، تیسری آیت ہے ، یہ لوگ فاسق ہیں ۔

۱ عبادت کیلئے دو بنیادی باتوں کا ہونا ضروری ہے ۔ اوّل بے انتہا خضوع وذلت ، دوم غایت درجہ محبت ۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے عبادت کی تشریح نرمی و ذلت کے معنی میں کرنے کے بعد فرمایا کہ جس عبادت کا حکم دیا گیا ہے وہ (باقی ص ۳۱ پر)

(صفہ۳۰ کا حاشیہ) ذلّت ومحبّت دونوں کو شامل ہے یعنی عبادت یہ ہے کہ اللہ کے لئے بے انتہا محبّت کے ساتھ بیحد ذلّت ونرمی اختیار کی جائے کوئی آدمی کسی انسان کے لئے پستی اختیار کرے لیکن دل میں اس سے بغض رکھتا ہو تو اس پستی سے وہ اس کا عابد نہیں ہو جائے گا۔

اسی طرح آدمی اپنی اولاد اور اپنے دوستوں سے بھی محبّت کرتا ہے، لیکن فقط اس محبّت سے وہ ان کا عابد نہیں ہو جائے گا۔ لہٰذا محبّت یا ذلت صرف کسی ایک ہی سے اللہ کی عبادت کافی نہیں ہوسکتی بلکہ ضروری ہے کہ عابد کے نزدیک اللہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو اور اللہ اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ عظیم ہو' اسلئے کہ محبّت اور خضوع تام کا مستحق صرف اللہ ہے' اور جو محبّت غیر اللہ کے لئے ہو وہ فاسد ہے اور جو تعظیم غیر اللہ کے لئے کیجائے وہ باطل ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها، وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من اللہ ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی اللہ بامره الآیه کہدو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے قبیلے اور وہ مال جو تم نے جمع کیا ہے اور (باقی صفہ۳۲)

اور شریعت میں جیسا کہ شیخ الاسلام نے فرمایا ہے عبادت کہتے ہیں' اللہ کی اطاعت کرنا ان احکامات پر عمل کر کے جنہیں اللہ نے انبیاء کرام کے ذریعہ نازِل کیا ہے۔

نیز عبادت کی تعریف یہ بھی کی ہے، کہ عبادت ہر اُس چیز کا نام ہے جس کو اللہ پسند کرتا اور اس سے راضی ہے خواہ وہ اقوال و اعمال ہوں یا افعالِ ظاہری یا باطنی ہوں، پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ تمام عبادات صرف وہ اپنے رب کے لئے کریں اور ان کو صرف اسی کے لئے خالص کریں' اور ان کو اسی طرح کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے پیش کیا ہے۔

## عبادت میں حسب ذیل چیزیں شامل ہیں

معلوم ہونا چاہیئے کہ عبادت میں نماز، طواف، حج، روزہ، نذر' اعتکاف، قربانی، سجدہ، رکوع، خوف، رعب، رغبت، خشیت، توکل'

---

(ص۳۱ کا حاشیہ) وہ تجارت جس کے گھاٹے سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو اگر اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ تم کو محبوب ہیں تو انتظار کرو کہ اللہ تم پر اپنے حکم کو پورا کرے۔

استغاثہ، دُعا، اُمید اور ان کے علاوہ عبادت کی وہ تمام انواع شامل ہیں جن کو اللہ نے قرآن مجید میں مشروع فرمایا ہے یا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قولی اور عملی سنّتِ صحیحہ سے مشروع کیا ہے۔

لہٰذا کسی نے اگر ان میں سے کسی چیز کو بھی اللہ کے سوا دوسروں کے لئے کیا تو وہ مشرک ہو گا اللہ کا ارشاد ہے،

| | |
|---|---|
| وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا | اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور |
| اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ | معبود کی بھی عبادت کرے جس پر |
| فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ | اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تو |
| اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ | اس کا حساب اس کے رب کے پاس |
| (سورۃ المومنون ۱۱۷) | ہو گا۔ بیشک کافر کبھی کامیاب نہ ہونگے |

نیز فرمایا

| | |
|---|---|
| وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا | اور بیشک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں |
| مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۞ (سورۃ جن ۱۸) | پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو |

اس آیت میں لفظ "احدٌ" نکرہ ہے جس سے عام ممانعت مراد ہے جو تمام مخلوق کیلئے عام ہے رسول ہو یا فرشتہ یا نیک آدمی۔

❖ ❖ ❖

# شرک کی ابتداء

ان تفصیلات کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ شرک سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں شروع ہوا، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو جب ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ وہ لوگوں کو توحید الٰہی کی دعوت دیں اور بت پرستی سے منع کریں تو ان کی قوم نے سخت مخالفت کی اور اپنے شرکیہ اعمال و عقائد پر ڈٹے رہے اور کفر و تکذیب سے حضرت نوح کا مقابلہ کیا، انہوں نے حضرت نوح سے کہا، جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے۔

| | |
|---|---|
| وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ | اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو |
| وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا | اپنے معبودوں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا |
| وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا | ود کو نہ سواع کو نہ یغوث و یعوق |
| (سورۃ نوح ۲۳) | اور نسر کو ؂ |

اور اس آیت کی بابت صحیح میں حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ یہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے صالح لوگوں کے نام ہیں، ان کی وفات کے بعد شیطان نے ان کی قوم کو ورغلایا کہ یہ حضرات جہاں بیٹھے تھے ان مجلسوں میں ان کے مجسمے نصب کردو اور اُن کے نام پر انکو منسوب کردو انہوں نے ایسا ہی کیا، شروع میں تو ان مجسموں کی عبادت نہیں کی گئی لیکن

لیکن جب مجسمہ لگانے والے بھی ختم ہو گئے اور علم صحیح بھی ختم ہو گیا تو پھر ان مجسموں کی عبادت بھی شروع ہو گئی ۔

حافظ ابنِ قیمؒ نے فرمایا کہ اکثر سلف کا یہ کہنا ہے کہ جب حضرت نوح کے یہ صالحین انتقال کر گئے تو لوگ ان کی قبروں پر جم گئے اُن کے مجسّمے بنائے اور پھر کچھ مدّت گذر جانے کے بعد ان کو پوجنے بھی لگے ۔

## شرک کا سبب صالحین کے بارے میں عقیدت کا غلو ہے

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ بنی آدم میں شرک محض صالحین کی بابت شدت غلو کی بنا پر پیدا ہوا، اور غلو کہتے ہیں کہ عقیدہ اور قول کے ساتھ کسی کی تعظیم میں مبالغہ اور زیادتی کیجائے ۔ اللہ کا ارشاد ہے ۔

يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ، اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۖ

(سورۃ النساء ۱۷۱)

اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور اللہ تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے ایک کلمہ ہیں جس کو اللہ نے مریم تک پہونچایا تھا اور اللہ کیطرف

سے ایک جان ہیں ۔

یعنی ان کی تعظیم میں زیادتی مت کرو کہ ان کو اس مقام سے بلند کر دو جہاں اللہ نے ان کو رکھا تھا اور ان کو اس مقام پر پہنچا دو جو صرف اللہ واحد کے لئے زیبا و لائق ہے ۔

یہاں آیت میں خطاب اگرچہ صرف "اہلِ کتاب" کو ہے لیکن وہ تمام اُمت کے لئے عام ہے ۔ ان کو منع کیا گیا کہ وہ اپنے انبیاء کے ساتھ وہ سلوک نہ کریں جو نصاریٰ نے حضرت عیسٰی کے ساتھ اور یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کے ساتھ کیا ۔

اور صحیح حدیث میں حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

لَا تَطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارىٰ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقُولُوا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ ۔

مجھے اس طرح آگے مت بڑھاؤ جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسٰی کو بڑھایا، میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں لہٰذا مجھے اللہ کا ایک بندہ اور اس کا رسول کہو ۔

یعنی میری تعریف میں حد سے آگے نہ بڑھو اور نہ مجھے میرے اس مقام سے اُوپر کر دو، جہاں اللہ نے مجھے بٹھایا ہے جسطرح نصاریٰ نے حضرت

عیسیٰؑ کے بارے میں غلو کر کے ان کو الوہیت کا جزو بنادیا، میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں مجھے ویسا ہی کہو جیسا خود میرے ربّ نے کہا ہے۔

لیکن بدعتی باز نہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی اور آپ کی منع کی ہوئی چیزوں پر عمل کیا اور اپنے رسول سے سخت تضاد کا برتاؤ کیا اور عیسائیوں کے شرک و غلو کی پوری نقل کی، چنانچہ اولیاء کرام کی قبروں پر مسجد اور[1] قبے تعمیر کیے ان میں نمازیں پڑھنے

---

[1] میں نے اپنی نظم "اللآلئ السنیۃ" میں کہا ہے :

(۱) ان میں سے اکثر نے اللہ کے نیک بندوں، نبیوں اور مشہور ولیوں کو پوجا

(۲) اور انہوں نے ان کی قبروں پر قبے تعمیر کیے اور نبی مختار نے جس چیز سے روکا تھا اس کی مخالفت کی۔

(۳) کتنی ثابت حدیثیں وارد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نہی بازوں سے روکا۔

(۴) اور ابو الہیاج نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی ہے

(۵) کہ مجسمے مٹا دیے جائیں اور اونچی قبریں گرادی جائیں۔

(۶) اہلِ علم نے اسی کا حکم بھی دیا، کتابیں دیکھو تو یہ باتیں لکھی پاؤ گے۔

(۷) ہر گوشہ ان کے نزدیک ان کا معبود ہے۔ انہوں نے اس کو اس خدا کے ساتھ شریک کیا جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔

خواہ یہ نمازیں اللہ ہی کے لئے کیوں نہ ہوں لیکن ان نمازوں میں بھی ان قبروں میں مدفون بزرگوں کی تعظیم کا ارادہ چھپا ہوا تھا انہوں نے ان قبروں کا طواف کیا اور مصائب دور کرنے اور حاجات پوری کرنے کے لئے ان سے فریاد کی ، اور یہ عقیدہ رکھا کہ اولیاء کرام کے مقبروں میں نماز پڑھنی دوسری مسجدوں کے بہ نسبت زیادہ افضل ہے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے حدیث شریف مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ملک الموت آیا تو آپ اپنی چادر کو چہرہ مبارک پر کھینچنے لگے اور جب سانس گھٹنے لگا تو چادر ہٹا دی اور اسی حالت میں ارشاد فرمایا

| | |
|---|---|
| لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا عَلٰى قُبُوْرِ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ | یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر مسجدیں بنا ڈالیں۔ |

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ یہود و نصاریٰ کے اس فعل سے اُمّت کو روک رہے تھے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپؐ کی قبر بھی کھلی رکھی جاتی لیکن آپ کو اس کا خوف تھا کہ لوگ کہیں آپ کی قبر کو مسجد نہ بنا لیں۔ (بخاری و مسلم) [1]

---

[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء و صالحین کی قبروں پر مسجد یعنی گرجے وغیرہ (بنانے سے منع فرمایا)

(صت ۳۸ کا حاشیہ) بنانے پر ان کو لعنت فرمائی جن میں یہ عبادت اور سجدہ کرتے ہیں اگرچہ ان عمارتوں کو یہ مسجدیں کہتے ہیں، پھر بھی یہ مسجدیں نہیں کیونکہ اعتبار نام کا نہیں کام کا ہے۔ یہی حکم ان قبوں اور مسجدوں کا بھی ہے جو انبیاء و صالحین کی قبروں پر بنائی گئی ہیں۔ یہ سب مسجدیں ہیں اور ان کے بنانے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ حالانکہ ان بانیوں نے اس کو مسجد کہہ کر نہیں بنایا۔ اس حدیث سے اس بات کا بھی رد ثابت ہوا جو لوگ علماء اور صالحین کی قبروں پر مسجد بنانا جائز سمجھتے ہیں تاکہ یہ دوسری قبروں سے ممتاز ہوجائیں کیونکہ جب انبیاء کی قبروں پر مسجد بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے تو دوسروں کی قبروں پر تو اور زیادہ لعنت و ممانعت ہے۔

افسوس! آج مسلم قوم مساجد سے دور اور مزارات سے قریب ہوتی جارہی ہے۔ مزاروں کی جالیاں مسجدوں کی محراب سے زیادہ پُر رونق ہوگئی ہیں۔ فلک بوس مقبروں نے مساجد کا رعب و احترام ختم کر ڈالا ہے — مزار پرستی کی لت نے اس موحد اور انقلابی قوم کو اللہ سے دُور اور ایمان و یقین کی نعمت سے محروم کر ڈالا ہے۔

پھر ان جہلاء نے نظم و نثر کے ذریعہ وہ مبالغہ آرائی کی جسکا شمار ممکن نہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صلحاء اُمّت سے ان سب چیزوں میں استغاثہ جائز قرار دیا جنہیں صرف اللہ سے کرنا جائز تھا، اسی طرح انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف علمِ غیب کی نسبت بھی کر ڈالی ۔ کچھ انتہا پسندوں نے تو قرآن کی صریح مخالفت کرتے ہوئے یہاں تک کہہ ڈالا کہ آپؐ مرنے سے قبل اس دنیا کے تمام ماضی و مستقبل کو جان گئے تھے (اعوذ باللہ) کیوں کہ قرآن کا اعلان ہے

| | |
|---|---|
| وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۔ (سورۃ انعام ۵۹) | اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔ |

نیز اللہ کا ارشاد ہے :

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۔ (سورۃ لقمان ۳۴) | بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کل وہ کیا عمل کرے گا، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ تعالیٰ سب باتوں کا جاننے والا ہے۔ |

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بابت خبر دیتے ہوئے فرمایا

| | |
|---|---|
| وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ | اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو |
| لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ | بہت سے منافع حاصل کرلیتا ، |
| وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ ؕ | اور کوئی تکلیف مجھ کو نہ پہونچتی۔ |
| (الاعراف : ۱۸۸) | |

نیز ارشاد فرمایا

| | |
|---|---|
| قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي | کہدو آسمانوں اور زمین میں |
| السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ | جتنے بھی ہیں کوئی بھی غیب |
| اِلَّا اللّٰهُ ؕ[۱] (سورۃ النمل) | نہیں جانتا، سوائے اللہ کے ؛ |

اَب آپ کو معلوم ہوگیا کہ شرک محض صالحین کے بارے میں غلو کرنے سے پیدا ہوا اور انبیاء کرام اوّل سے آخر تک لوگوں کو اللہ کی

---

[۱] اس آیت سے کتنی وضاحت ہوگئی کہ غیب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے ۔ اس کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا ، اسی لئے حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا ، "جس نے یہ خیال کیا کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے اس نے اللہ پر بڑا بہتان باندھا ۔ البتہ جو پیشین گوئیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے آپکو وحی کی گئی تھیں ؛

بندگی خالص ہی کی دعوت دیتے رہے اور ان کی دعوت صرف اتنی تھی کہ اللہ لوگوں کا خالق ہے وغیرہ وغیرہ کیونکہ اتنی بات کا اقرار تو ان مشرکین کو پہلے ہی سے تھا جیسا کہ اس کی تفصیل گذر چکی ہے، آخر اسی بنا پر تو مشرکین کہتے تھے۔

| | |
|---|---|
| اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا ۚ (الاعراف ۷۰) | کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آتے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی بندگی کریں اور ان سب کو چھوڑ دیں جنکی بندگی ہمارے باپ دادا کرتے تھے |

# عبادت کے اقسام اور انکے دلائل

گذشتہ صفحات میں آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ عبادت کے اقسام میں سے رکوع، سجود، طواف، نذر، ذبح، استغاثہ (استعانت) قسم، توکل وغیرہ ہیں، اب ان میں سے ہر ایک کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

رکوع اور سجدے کے عبادت ہونے کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے:۔

| | |
|---|---|
| يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۩ (الحج) | اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلا کام کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ |

اور نماز اور ذبیحہ کی دلیل یہ ہے:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۞ (سورۃ انعام ۱۶۲-۱۶۳)

آپ فرما دیجئے بیشک میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ صرف اللہ رب العلمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔

نیز ارشاد الٰہی

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۞ (سورۃ الکوثر)

اپنے رب کی نماز پڑھیئے اور قربانی کیجیے یقیناً آپ کا دشمن بے نام ونشان ہے۔

اور حدیث صحیح میں ہے

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔

اللہ لعنت کرے اس پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے۔

## نذر و طواف کی دلیل

ارشادِ ربّانی

وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۞ (سورۃ الحج)

اور ان کو چاہیئے کہ اپنی نذریں پوری کر دیں اور خانۂ قدیم (بیت اللہ) کا

طواف کریں عا

عا یعنی نہ تو غیر اللہ کے لئے نذر مانیں اور نہ بیت العتیق کے سوا کسی گھر کا طواف کریں لہذا اولیاء وصالحین کے لئے نذر ماننی جائز نہ ہوگی اور نہ ہی ان کی قبروں کا طواف جائز ہے ، جیساکہ جہلاء شیخ جیلانیؒ ، امام حسینؓ ، شیخ بدوی اور شیخ دسوقی وغیرہ کی قبروں کا طواف کرتے ہیں ، کیونکہ یہ تو کھلا شرک ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ، اور اکثر جاہل بدعتی صالحین کی نذر مانتے ہیں اور کچھ جاہل ایسے بھی ہیں جو قبروں کی تعمیر اور سجادہ نشینوں کے لئے خلیج عرب کے شہروں سے ایران میں روپے بھیجتے ہیں ۔

اسی طرح بہت سے ہندوستانی اور پاکستانی بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی نذر میں کثیر مال خرچ کرتے ہیں اور ان کی قبر کے لئے بڑی مقدار میں مال بھیجتے ہیں ، یہ کرتوت تو اُن کے ہیں جو اہلِ سنّت ہونے کے دعویدار ہیں ۔

لیکن ہندوستانی پاکستانی اور ایرانی شیعے تو نجف وکربلا اور خراسان وقم میں اہلِ بیت کی قبروں کے لئے نذریں دیتے ہیں اور مختلف مقامات سے سفر کر کے ان قبروں کے پاس آتے ہیں ، حالانکہ یہ وہ چیزیں ہیں جو اللہ خالق

(باقی حاشیہ صفحہ ۴۵ پر)

(باقی حاشیہ صفحہ ۴۴ سے آگے) ارض وسمٰوٰت کے سوا کسی کے بس میں نہیں۔

اور جس طرح اولیاء و صالحین کی قبروں کے لئے نذر ماننی جائز نہیں اسی طرح ان قبروں پر مکانات وجائداد وقف کرنا بھی جائز نہیں۔ اگر کسی نے غیر اللہ کے لئے نذر مانی بھی ہو تو اس کو پوری کرنا ضروری نہیں، بلکہ نذر ماننے والے کو چاہیئے کہ اللہ سے معافی مانگے، توبہ کرے اور دوبارہ کلمہ پڑھے کیونکہ اگر وہ جانتا تھا کہ غیر اللہ کے لئے نذر ماننی شرک ہے اور پھر بھی نذر مانی تو وہ مُرتد ہو گیا۔

اور جس نے اولیاء اللہ کی قبروں پر کوئی جانور یا جائداد وقف کی یا وصیّت کی تو اس کا وقف اور وصیّت دونوں ہی باطل ہیں اور یہ موقوفہ جائداد اور حیوان دونوں ہی بدستور اپنے مالک کی ملکیت میں باقی رہیں گے، اللہ ایسوں کو ہدایت اور توفیق دے، آمین۔

اور کچھ لوگوں کا یہ کہنا سراسر باطل اور گمراہ کن ہے کہ نذر تو اللہ کے لئے ہے اور ثواب اولیاء اللہ کے لئے، آخر اس سے ولی کا کیا تعلق، اگر اس کو صدقہ ہی کرنا ہے تو اپنی طرف سے یا اپنی اولاد والدین اقارب وغیرہ کی طرف سے کرے، آخر اس کو کیا معلوم کہ یہ قبر والا حقیقتاً ولی تھا یا نہیں؟ کیونکہ انجام تو خاتمہ کے ساتھ ہے بہت سے ظاہر میں صدّیق اور باطن میں زِندیق ہوتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۴۶ پر)

قسم کی دلیل : عبداللہ بن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔

---

(باقی حاشیہ صہ۴۵ سے آگے) ان کا کذب وضلال تو اسی سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ بکریاں ان قبروں کے پاس ہی ذبح کرتے ہیں، جب آپ ان پر اعتراض کریں گے تو کہہ دیتے ہیں کہ ذبح اللہ کے لئے کیا گیا ہے اور ثواب اس ولی کو پہونچایا گیا، حالانکہ یہ محض فریب اور حقائق سے منہ چُرانا ہے، کیونکہ ان کا یہ سب کچھ صرف ولی کے لئے ہے۔ علماء نے اس بات کی صاف وضاحت کر دی ہے کہ جہاں غیر اللہ کے لئے ذبیحہ ہوتا ہو وہاں اللہ کے لئے ذبح کرنا ناجائز ہے۔

جیسا کہ ابوداؤد میں ثابت بن ضحاک کی حدیث سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے مقام بوانہ میں اُونٹ ذبح کرنے کی نیت کی اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپؐ نے سوال کیا، کیا جاہلیت کے بُتوں میں سے کوئی بُت وہاں پُوجا جاتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں، آپؐ نے فرمایا کیا وہاں دورِ جاہلیت کا کوئی تہوار منایا جاتا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تب آپؐ نے فرمایا، اپنی نذر پوری کرو کیونکہ اللہ کی نافرمانی میں کسی نذر کا پوری کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس نذر کا پورا کرنا جو کسی انسان کے قابو میں نہ ہو،

| | |
|---|---|
| مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ أَشْرَكَ وَفِي لَفْظٍ فَقَدْ كَفَرَ | جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا اور ایک روایت میں ہے کہ کفر کیا۔ |

## اِستعانت کی دلیل :

| | |
|---|---|
| إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (سورۃ الفاتحہ) | صرف تیری بندگی کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ |

اور حدیث صحیح میں ہے

| | |
|---|---|
| إِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللهَ وَإِذَا سْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ | اور جب مانگو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد مانگو تو اللہ سے مدد مانگو، |

## خوف کی دلیل : ارشادِ الٰہی

| | |
|---|---|
| وَخَافُوْنِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (سورۃ آل عمران) | اور مجھ سے ڈرو اگر تم واقعی مومن ہو ؛ |

## ڈر کی دلیل :

| | |
|---|---|
| فَإِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ۔ (النحل) | اور مجھی سے ڈرو۔ |

## اور اِستغاثہ کی دلیل : ارشادِ الٰہی

| | |
|---|---|
| وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ | اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تمہارا کچھ بھلا کر سکے |

| | |
|---|---|
| فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ | اور نہ کچھ بگاڑ سکے اگر ایسا کرو گے |
| الظّٰلِمِيْنَ ۔ (سورۂ یونس ۱۰۶) | تو ظالموں میں ہو جاؤ گے ۔ |

اس آیت میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنے معبود اور خالق کے سوا اور کسی کو نہ پکاریں جو آپ کو نہ تو دنیا میں فائدہ پہونچا سکیں نہ آخرت میں اگر آپ نے ان معبودانِ باطل کو پکارا تو پھر آپ بھی مشرکین ہی میں سے ہو جائیں گے، یہ باتیں آپؐ کو خطاب کرکے کہی گئیں ہیں، لیکن اس سے مقصود اُمّت کی تعلیم ہے ورنہ آپؐ تو شرک اور دوسرے کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں ۔ نیز ارشاد الٰہی ہے :

| | |
|---|---|
| وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ | اور اگر اللہ تم کو تکلیف پہونچائے |
| فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ | تو اسکے سوا اسکا کوئی دور کرنے والا |
| يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ | نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے |
| لِفَضْلِهٖ ۔ (سورۂ یونس ۱۰۷) | تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں |

اور ارشادِ الٰہی

| | |
|---|---|
| وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا | اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ |
| مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا | ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت |
| يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ | تک اُسے جواب نہ دے سکے ، |

| | |
|---|---|
| وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ | اور ان کو ان کے پکارنے ہی کی خبر |
| غَافِلُوْنَ ۔ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ | نہ ہو اور جب لوگ جمع کئے جائینگے |
| كَانُوْا لَهُمْ أَعْدَاءً وَّ كَانُوْا | تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور |
| بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ ٭ | ان کی پرستش سے انکار کریں گے ٭ |

(سورۃ الاحقاف)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے والا[۱] دراصل غیر اللہ کو پکارتا ہے

---

۱۔ العبادی کا قصیدہ "ہدایۃ المرید"

جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا دوسرا بھی نفع نقصان کا مالک ہے تو وہ کھلا مشرک ہے اور وہ بھی جو کسی مردے یا غائب کو پکارے اور اس سے درخواست کرے خوف اور اُمید کے ساتھ کسی نقصان کو دور کرنے کی یا کسی نفع کو حاصل کرنے کی تو ایسا شخص بھی اہل شرع کے نزدیک مشرک ہے اسی طرح وہ بھی جو کسی کو فریاد کرتا ہوا پکارے یا اس سے مدد مانگے یا اس سے اولاد کا طالب ہو اس لئے کہ فی الحقیقت ان باتوں کی قدرت اللہ واحد مقتدر کے سوا کسی کو نہیں اور جو چیز فطرۃً محال ہے مثلاً زندوں کا مردوں سے مانگنا ایسا کرنا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں اور جو کرے گا شریعت اسکے خلاف ہے اے جاہلو آخر تم کو کیا ہوا ہے کہ تم اللہ ذوالجلال کے سوا دوسروں کو پکارتے ہو؟

گویا وہ اس طرح فریاد کرتا ہے کہ "یا رسول اللہ مجھے اس تکلیف سے نکالیے" یا اے عبدالقادر، اے دسوقی، اے رفاعی، اے بدوی میری فریاد پوری کیجیے اور اس میں شک نہیں کہ غیر اللہ سے فریاد طلب کرنے والا مندرجہ بالا آیات کا مصداق ہے۔ ایک مومن عاقل جو ان آیات کی تلاوت کرتا ہے یا اُن کو سُنتا ہے وہ کس طرح غیر اللہ سے استغاثہ کر سکتا ہے۔ ان آیات میں سے ایک یہ بھی ہے۔

| | |
|---|---|
| اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَاۤءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ (سُوْرَةُ النَّمل آیت ٦٢) | بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دُعا کرتا ہے اور کون اس کی تکلیف دُور کرتا ہے اور کون تم کو زمین میں جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ ہرگز نہیں مگر تم بہت کم غور کرتے ہو۔ |

(ص۴۹ کا حاشیہ) نفع حاصل کرنے کے لئے یا تکلیف دور کرنے کے لئے یا بیماریوں سے شفاء حاصل کرنے کے لئے اور شر دور کرنے کے لئے اس کو پکارتے ہو جو اپنی تکلیف نہیں ہٹا سکتا اور اپنے آپ کو فقر سے نہیں نکال سکتا۔

اللہ نے اس آیت میں بیان کیا ہے کہ مشرکین عرب وغیرہ جانتے تھے کہ مجبور و مضطر کی دعا اور اس کی مصیبت اللہ کے سوا کوئی نہ سنتا ہے نہ دور کرتا ہے ، اللہ نے ان کے خلاف اس کو دلیل بنا کر پیش کیا ہے کہ کس طرح وہ غیر اللہ کو سفارشی بناتے ہیں اسی لئے اللہ نے استفہام انکاری کے ساتھ فرمایا " أَ إِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ " کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی معبود ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو مضطر کی فریاد سنے اور مصیبت کو دور کرے ،

طبرانی نے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک منافق تھا جو مسلمانوں کو تکلیف دیا کرتا تھا ، کچھ لوگوں نے کہا چلو ہم اس منافق کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کریں ، تو آپؐ نے فرمایا :۔

إِنَّهُ لَا يُسْتَغَاثُ بِي وَ إِنَّمَا يُسْتَغَاثُ بِاللّٰهِ — مجھ سے نہیں اللہ سے فریاد مانگی جاتی ہے ۔

## رکوع وسجود اور غیر اللہ کے نام کی نذریں

جو شخص کسی زندہ یا مُردہ کو سجدہ کرے یا غیر اللہ کے لئے نذر مانے مثلاً اولیا وصالحین کی قبروں پر نذر چڑھائے یا ان کے لئے جانور ذبح

کرے یا درختوں یا چشموں پر چڑھاوا چڑھائے۔ یا کسی نبی یا ولی کی قبر کا طواف کرے، مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر یا حضرت علیؓ یا حضرت حسنؓ و حسینؓ یا علی بن موسیٰؓ الرضا یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ یا شیخ بدوی یا شیخ رفاعی وغیرھم کی قبروں کا طواف کرے۔

یا ان لوگوں سے مشکلات کے وقت فریاد طلب کرے مثلاً کہے یا رسول اللہ مجھے بچائیے، میری یہ مصیبت دور کیجئے، المدد یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ،

یا غیر اللہ سے وہ چیزیں مانگے جنہیں دینے پر صرف اللہ ہی قادر ہے، مثلاً اپنے یا کسی دوسرے کے لئے مرض سے عافیت کا سوال کرے، یا گمشدہ کی واپسی کا سوال کرے، یا اولاد یا رزق مانگے، یا تکلیف و شدّت دور کرنے کی درخواست کرے یا اس کے علاوہ ایسی چیزیں مانگے جو کسی مخلوق کی قدرت و امکان سے باہر ہیں۔

ان تمام افعال یا ان میں سے کسی ایک کا مرتکب اللہ رب العزت کے ساتھ شرکِ اکبر کا مرتکب ہوگا جس کی بخشش اللہ سے توبہ کے بغیر ممکن نہیں، اللہ کا ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ | اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور |

| | |
|---|---|
| لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ | اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے |
| بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا | معاف کردے اور جسنے خدا کا |
| عَظِيْمًا ـ (سُوْرَةُ النِّسَاءِ ۴۸) ۱ | شریک مقرر کیا اسنے بڑا بہتان باندھا۔ |

---

۱ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شرک کی دو قسم ہے شرک اکبر۔ شرک اصغر، جو شخص دونوں قسم کے شرک سے بچ جائے اس کے لئے جنّت واجب ہے اور جو شرک اکبر پر مرا اس کے لئے جہنّم واجب ہے اور جو شرک اکبر سے بچا لیکن شرک اصغر کا مرتکب ہوا لیکن اس کی نیکیاں اسکے گناہوں سے زیادہ ہیں تو وہ بھی جنّت میں داخل ہوگا اور جو شرک اکبر سے محفوظ رہا لیکن شرک اصغر کا اتنی کثرت سے مرتکب ہوا کہ اس کے گناہوں کا پلہ بھاری پڑ گیا تو وہ جہنّم میں داخل ہوگا۔ الغرض شرک اکبر و اصغر کی بنا پر بندوں سے مواخذہ ہوگا۔ البتہ شرک اصغر کم ہو اور ساتھ ہی اخلاصِ عمل زیادہ ہو تو ایسی صورت میں مواخذہ نہ ہوگا۔ (تیسیر العزیز الحمید)

شرکِ اکبر: مثلاً سجدہ، غیر اللہ کی نذر وغیرہ

شرکِ اصغر: مثلاً ریاء، غیر اللہ کی قسم یہ اس صورت میں جب آدمی مخلوق کی تعظیم اسطرح نہ کرتا ہو جیسی اللہ کی کرنی چاہیئے۔

فتنۂ شرک کی طرح مخلوقات میں کوئی فتنہ نہیں پایا جاتا (باقی ص۵۴ پر)

لیکن جو چیز کسی زندہ مخلوق کے امکان و طاقت میں ہو اس کو اُس سے مانگنے میں کچھ حرج نہیں مثلاً اپنی کسی ضرورت میں اس سے مدد چاہے یا ڈوبنے یا آگ سے بچانے وغیرہ میں مدد کا طالب ہو۔

# آیاتِ قرآنی

جو اللہ کی بندگی کا حکم دیتی ہیں اور معبودانِ باطل کی بے بسی کو واضح کرتی ہیں، اللہ نے قرآن میں کثرت سے ایسی آیات بیان کی ہیں جو اللہ کی بندگی کا حکم اور ترغیب دیتی ہیں۔

۱۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۞ (سورۃ البقرہ ۲۱)

لوگو! اپنے رب کی بندگی کرو جس نے تم کو اور تم سے قبل لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم اس کے عذاب سے بچو ۞

۲۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے

---

(صفحہ ۵۳ کا حاشیہ) اللہ کے سوا قوت و رعب کا کوئی مالک نہیں جس سے ڈرا جائے یا اس کی عبادت کی جائے، وہی ملک کا مالک ہے وہ برتر ہے اس کی بلندی میں کوئی شریک نہیں کہ جس کی بندگی کی جائے ۞

| | |
|---|---|
| بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ | ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور |
| اِحْسَانًا ۔ (النساء ۳۶) | والدین کے ساتھ احسان کرو ۔ |
| ۴۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا | اور تمہارے پروردگار نے ارشاد |
| تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ | فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی |
| بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ | عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے |
| (الاسراء ۲۳) | ساتھ بھلائی کرتے رہو ۔ |

اللہ نے ان معبودوں کی عاجزی اور بے بسی یا جن کو مشرکین اپنے فائدے کے حصول اور نقصان دور کرنے کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ دوسروں کے تو کیا خود اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں ، فرمایا

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ | جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ |
| دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا | ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ |
| وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ | اس کے لئے سب جمع ہو جائیں اور |
| الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ | اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لی جائے |
| مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۔ | تو اسے اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے |
| (سورۃ الحج ۷۳) | یہ طالب و مطلوب بالکل گئے گذرے ہیں |

نیز اللہ نے فرمایا کہ نفع و نقصان اس کے اختیار میں ہے ، دوسروں کے ہاتھ میں نہیں ہے ، فرمایا :

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِ (سورہ یونس ۱۰۷)

اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اسکے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔

اور اللہ نے فرمایا کہ وہ عیسائیوں کو ذلیل کریگا اور حضرت عیسیٰؑ کی عبادت پر انہیں تنبیہ فرماتا ہے:

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ؟ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَ

اور اس وقت کو یاد کرو جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو، وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب لائق تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر ایسا میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اُسے میں نہیں جانتا بیشک تو

كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۞

(سورۃ المائدۃ ۱۱۶-۱۱۷)

علام الغیوب ہے۔ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا وہ یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگراں تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے ۞

سوچو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس طرح اپنے عیسائی پجاریوں سے بیزاری و برآت ظاہر کر رہے ہیں اور صاف صاف فرماتے ہیں :

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۞

میں نے ان سے کچھ نہ کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے

اور اللہ جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ وہ اس کو پسند کرتے تھے لیکن ان آیات کے ذریعہ اللہ کا منشاء یہ ہے کہ لوگوں پر واضح کر دے کہ حضرت عیسیٰ ؑ جو انبیاء و مرسلین میں تھے ان کی عبادت نہ صرف یہ کہ جائز نہیں بلکہ کھلا ہوا شرک ہے تو بھلا ان کے علاوہ

اولیاء کرام، درختوں، غاروں اور کھوہوں کی عبادت کیسے جائز ہو سکتی ہے، ان ضلالت پسندوں نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ؐ سیّد العالمین کو مخاطب کر کے فرمایا:

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ (سورہ یونس ۱۰۷)

اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں ۔

تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مصیبت کو خود سے ٹال نہیں سکتے تو اولیاء کرام جو آپؐ سے درجہ میں کم ہیں کس طرح اپنی اور دوسروں کی مصیبت دور کر سکتے ہیں ؟ کیا انہوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا نہیں ؟

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۗ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ (آل عمران ۸۰)

اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو رب بنا لو بھلا جب تم مسلمان ہو چکے ہو تو کیا اسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے ۔

کیا اللہ نے یہود و نصاریٰ کے متعلق یہ بتا نہیں دیا کہ انہوں نے اپنے علماء و مشائخ کو اللہ کے علاوہ رب بنا لیا تھا، جیسا کہ اسکا ارشاد ہے

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ

انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ

| | |
|---|---|
| أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهًا وَّاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ (توبہ ۱ ـ ۳۱) | اور مسیح بن مریم کو اللہ کے سوا رب بنا لیا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے ۞ |

---

ع۱ مسند احمد و ترمذی نے حضرت عدیؓ بن حاتمؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت تلاوت فرماتے سُنا تو عرض کیا ہم اپنے علماء و مشائخ کو پوجتے نہیں تھے، آپؐ نے فرمایا کہ جس چیز کو وہ حرام کر دیتے آپ لوگ اس کو حرام نہیں سمجھتے تھے اور جس چیز کو حلال کہہ دیتے آپ لوگ اسکو حلال نہیں سمجھتے تھے" میں نے کہا ہاں بیشک، تو آپؐ نے فرمایا "یہی ان کی عبادت کرنی ہے"۔

آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس حدیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ علماء و مشائخ کی عبادت یہی ہے کہ حلال کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے میں ان کی اطاعت کی جائے اور یہ اللہ اور اس کے رسول ؐ کے احکامات کی خلاف ورزی میں ان کی اطاعت ہوئی۔ (باقی صفحہ ۶۰ پر)

(باقی حاشیہ صفحہ ۵۹ سے آگے) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ یہ مقلدین جنہوں نے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر دینے اور حلال چیزوں کو حرام کر دینے میں اپنے علماء کو رب بنالیا ہے ان کی دو حیثیت ہے

اوّل ۔ اگر وہ جانتے ہیں کہ علماء و مشائخ نے اللہ کا دین بدل دیا ہے اور اس تبدیلی کے باوجود وہ ان کی اتباع کرتے ہیں اور اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال اور حلال کو حرام سمجھتے ہیں محض اپنے رؤساء کی اتباع کی خاطر تو یہ صریح کفر ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس کو شرک قرار دیا ہے خواہ وہ ان پیشواؤں کے لئے نماز پڑھیں اور سجدہ کریں یا نہ کریں ۔

دوم ۔ اگر وہ اللہ کے مقرر کردہ حلال و حرام پر اعتقاد رکھتے ہیں لیکن اپنے مشائخ کی اطاعت محض گناہ و معصیت کے طور پر کرتے ہیں جس طرح مسلمان دوسرے گناہوں کا ارتکاب گناہ سمجھ کر کرتے ہیں تو ان کا حکم دوسرے گنہگاروں کی طرح ہے ۔

اسی طرح ائمہ مجتہدین کے یہ مقلدین جو قرآن کی آیات اور حدیث صحیح کی نصوص جو ان کے مذہب کے خلاف پڑجاتی ہیں وہ ان کی مخالفت کر جاتے ہیں اور اپنے مذہب پر جم جاتے ہیں اور اس کے لئے تعصب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مذہب کے بانی یعنی ہمارے امام ہم سے زیادہ جانتے تھے اور جو ان میں ذرا زیادہ کٹر ہیں وہ اپنی طبیعت اور اپنے مذہب کے مطابق

(باقی صفحہ ۶۱ پر)

(حاشیہ صفحہ ۶۰ سے آگے) آیات کی تاویل کر لیتے ہیں اور احادیث کو یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے امام کے نزدیک صحیح نہیں یا شاید یہ حدیث ناسخ ہو یا کسی عام حدیث کی مخصص ہو جس کا ہمیں علم نہ ہو، اس طرح کے کمزور اور پوچ شبہات کر دیتے ہیں آخر ان کو یہ آیت شریفہ کیوں نہیں نظر آتی کہ اللہ کا ارشاد ہے: اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَاءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ۔ یعنی جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے اُتارا گیا ہے اسی کی پیروی کرو اور اس کے سوا اولیاء کی پیروی مت کرو تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

اور اللہ کا یہ ارشاد کہ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔ اگر تم کسی چیز میں نزاع کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لیجاؤ اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو یہ بہتر ہے اور اچھا ہے انجام کے لئے۔

نیز ائمہ کرامؒ کو علومِ اسلامیہ کی تدوین کی سعادت حاصل ہے ان کا مرتبہ عالی کسی پر مخفی نہیں انہوں نے کبھی اپنے علاوہ دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ جو شخص بالکل ہی معذور ہے یا جس کو دلیل معلوم نہ ہو

(باقی صفحہ ۶۲ پر)

# توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کا فرق

## اور اس سے اکثر لوگوں کی بے خبری کا بیان

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کا فرق سمجھ لے کیونکہ جہلاء تو درکنار بہت سے علماء بھی اس میں غلطی کا شکار ہوتے ہیں۔ دراصل اس بارے میں غلط فہمی کا شکار ہونے والوں نے کلمہ "الٰہ" کا مطلب سمجھا ہے کہ جو ایجاد پر قادر ہو یا جو خالق و مالک ہو۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں بلکہ "الٰہ" تو سچے اور جھوٹے دونوں معبودوں کو کہا جاتا ہے اسی لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین قریش سے کہا لا الہ الا اللہ کہو تم کامیاب ہو جاؤ گے اور اس کلمہ کی بدولت عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور عجم تمہارا غلام ہو جائے گا۔ تو انہوں نے جواب دیا: اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ

---

(حاشیہ صلاک سے آگے) وہ بھی تقلید نہ کرے اسکے لئے تقلید کرنے میں حرج نہیں لیکن جو شخص کم از کم اتنا علم رکھتا ہو کہ آیات واحادیث کو سمجھ سکتا ہو، یا اس پر اس کے مذہب کے خلاف دلیل واضح ہو جائے خواہ وہ بڑا عالم فاضل نہ ہو تو اس کے لئے تقلید کرنے اور نص کو ترک کرنے کیلئے کوئی عذر نہیں ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ هٰذَا الشَّيْءٌ عُجَابٌ وَ | ایک ہی معبود بنادیا یہ تو بڑی عجیب |
| انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ | بات ہے، تو ان میں جو معزز تھے |
| امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰی اٰلِهَتِكُمْ | وہ چل کھڑے ہوئے اور بولے چلو اور |
| اِنَّ هٰذَا الشَّيْءٌ يُّرَادُ، مَا سَمِعْنَا | اپنے معبودوں (کی پوجا) پر قائم |
| بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ | رہو، بیشک یہ ایسی بات ہے (جس سے |
| هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ ؕ | تم پر فضیلت) مقصود ہے یہ پچھلے |
| (سورۂ ص) | مذہب میں ہم نے کبھی سنی ہی نہیں یہ |
| | بالکل بنائی ہوئی بات ہے ؕ |

البتہ "جلالۃ" کا لفظ صرف اللہ رب العزت ہی کے لئے بولا جاتا ہے دیکھو مشرکینِ عرب "اِلٰہ" کا معنی اس زمانے کے مشرکین سے زیادہ جانتے تھے، اور مصیبت در مصیبت اور جہالت در جہالت یہ ہے کہ جو لوگ زبان سے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ کہتے ہیں وہ بھی ان دونوں کلموں کے معنی نہیں جانتے ۔

# لا الٰہ الاّ اللہ کا معنٰی اور اسکی سات شرطوں کا بیان

لوگ اگر لا الہ الا اللہ کا معنٰی جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں" لا اِلٰہ " سے تمام باطل معبودوں کی نفی ہوگئی اور" الاّ اللہ" سے

---

۱؎ علم ۔ وہ علم جو جہالت کی نفی کردے ۔ لہٰذا جو شخص (باقی صفحہ ۶۴ پر)

(حاشیہ صفحہ ۶۳ سے آگے) لا الٰہ الا اللہ کا معنیٰ نہ جانتا ہو وہ اس کے مفہوم سے ناواقف رہے گا ، اور لا الٰہ الا اللہ کا معنیٰ ہے ہر اس چیز سے برأت جو اللہ کے ماسوا پوجی جائے اور صرف اللہ واحد ہی کے لئے بندگی خالص ہو جائے۔

۲۔ **یقین** ۔ جو شک کو دور کر دے ۔ کیونکہ ایسے لوگ بھی ہیں جو لا الٰہ الا اللہ کہنے کے باوجود اس کے معنیٰ و مفہوم کے بارے میں شک کرتے ہیں۔

۳۔ **اخلاص** ۔ ایسا اخلاص جو شرک کی نفی کر دے ، اس لئے کہ جس کے اعمال صرف اللہ کے لئے خالص نہ ہوں وہ اس شرک کے مرتکب ہیں جو اخلاص کے منافی ہے ، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے :

قُلْ اِنِّیٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ کہدیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی بندگی کروں اسکے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے ؛

۴۔ **صدق** ۔ جو نفاق کے منافی ہو ۔ اس لئے کہ منافقین بھی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں لیکن ان کا قول ان کے دل کا صحیح ترجمان نہیں ہوتا اس طرح انکے ظاہر و باطن کے تضاد کی وجہ سے ان کا لا الٰہ الا اللہ کہنا جھوٹ ہے جیسا کہ اللہ نے ان کی بابت فرمایا ہے :

یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِھِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ۔

۵۔ **قبول** ۔ جو رد و انکار کے منافی ہو ۔ اس لئے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو

(باقی صفحہ ۶۵ پر)

معبود برحق اللہ جل جلالہٗ کا اثبات ہوگیا۔

---

(حاشیہ صفحہ ۶۴ سے آگے) لا الٰہ الا اللہ کہتے اور اس کا معنی بھی سمجھتے ہیں لیکن جو لوگ ان کو کلمہ کی طرف بلاتے ہیں ان کا انکار کرتے ہیں محض بڑائی یا حسد یا دوسری وجوہات سے۔

۶۔ **انقیاد** — جو ترک عمل کے منافی ہو۔ لا الٰہ الا اللہ پر مکمل اطاعت وانقیاد اسی وقت ہوگا جب فریضۂ الٰہی پر عمل کیا جائے اور اس کی حرام کی ہوئی باتوں کو ترک کر دیا جائے اور اس پر پوری طرح پابند رہا جائے۔

اس لئے کہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے قلب وجوارح کے ساتھ اللہ کا فرمانبردار ہو اور توحید واطاعت کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا ہو جیساکہ اللہ کا ارشاد ہے: وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى، جو اپنی ذات کے ساتھ اللہ کی طرف سپرد ہو جائے اور وہ مخلص بھی ہو جائے تو بیشک اسنے مضبوط رسی پکڑ لی۔

۷۔ **محبّت** — وہ محبت جو کلمہ کو رد کرنے کے منافی ہے لہٰذا لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو معرفت وقبول محبت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے جیساکہ اخلاص کی حقیقت سے معلوم ہوا یعنی جو شخص اللہ سے محبّت کرے گا لازماً وہ اس کے دین سے بھی محبت کرے گا جس کو اللہ کی محبّت نہ ہو اُسے دین کی محبّت بھی حاصل نہ ہوگی۔

لوگ اگر یہ معنی سمجھ لیں اور جان لیں کہ اپنے ولیوں سردار اور صالحین کی قبروں پر جو ذبیحہ یا نذر یا ان کی قبروں کی مٹی سے برکت کا حصول یا ان کی قبروں کا طواف یا ان سے حاجات پوری کرنے کی درخواست وغیرہ جیسے اُمور دراصل ان صالحین کو "الٰہ" بنانا ہے اور الوہیت اللہ کے سوا کسی کے لئے مناسب نہیں تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ سب امور شرک اکبر ہیں اور اللہ کا ارشاد ہے :

| | |
|---|---|
| إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝ (سورۂ مائدہ ۷۲) | اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر جنّت کو حرام کردے گا اور اسکا مقام جہنّم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۝ |

# محمد رسول اللہ کا مطلب

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ "أشہد ان محمداً رسول اللہ" کا مطلب ہے اللہ کے رسول کے احکام کی اطاعت کرنا ان کی باتوں کی تصدیق کرنا ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے رُک جانا اور یہ کہ من مانی باتوں اور بدعات سے بچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق اللہ کی عبادت کرنا ۔

اسی طرح اگر لوگ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات پر بھی غور کرلیں :

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر ۷)

اور جو کچھ رسول تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (سورۃ النساء ۶۵)

تمہارے پروردگار کی قسم جب تک یہ اپنے تنازعات میں آپ کو منصف نہ بنا لیں اور جو کچھ آپ فیصلہ کر دیں اس سے دل تنگ نہ کریں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک یہ مومن نہ ہوں گے۔

اور ارشادِ الٰہی ہے

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (سورۃ النور ۶۳)

تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو جائے۔

اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔ (متفق علیہ)

جو شخص کوئی ایسا کام کرے جو ہمارے حکم کے خلاف ہو تو اسکا وہ عمل مردود ہے۔

اور آپؐ کا ارشاد

| | |
|---|---|
| عَلَيْكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ | میرا طریقہ اور میرے خلفاء راشدین |
| الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ | کا طریقہ اختیار کرو ان کو دانتوں |
| الْمَهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِي | سے مضبوط پکڑ لو اور دین میں |
| عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ | ایجاد کی گئی نئی باتوں سے |
| اِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ | بچو کیوں کہ ہر بدعت اور ہر |
| فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثٍ شَيْءٍ بِدْعَةٌ | گمراہی جہنم میں داخلہ کا ذریعہ |
| وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ؞ | ہے ؞ |

# بعض بدعاتؑ کا بیان

اگر وہ ان باتوں کو جانتے تو خود سمجھ لیتے کہ ان کی اکثر نمازیں دعائیں اذکار و وظائف جن کو ان کے فقہاء یا گمراہ کن صوفیاء نے گڑھ رکھا ہے

---

ؑ بدعت۔ لغت میں بدعت اس کام کو کہتے ہیں جو ایجاد کیا گیا ہو جس کی پہلے کوئی نظیر نہ رہی ہو، اسلئے کہ "بدع" کا مادہ اس ایجاد کیلئے ہے جس کی سابق میں کوئی مثال نہ ہو۔

اور علماء فقہ و حدیث نے بدعت کی کئی تعریفیں کی ہیں (باقی صفحہ ۶۹ پر)

(حاشیہ صفحہ ۶۸ سے آگے) جن میں سب سے بہتر اور واضح تعریف یہ ہے،

"بدعت اُس کام کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعد ایجاد کیا گیا ہو اللہ سے تقرب حاصل کرنے کی نیت سے"

"تقرب الی اللہ کی نیت" کی قید سے وہ تمام دنیاوی ایجادات بدعت کی تعریف سے خارج ہو گئیں مثلاً بارود، قہوہ، موٹر گاڑیاں، ہوائی جہاز وغیرہ

جن علماء نے بدعت کو دو قسموں بدعۃ حسنہ اور بدعۃ قبیحہ میں تقسیم کیا ہے یہ تقسیم باطل اور بے سند ہے۔

بدعت کی صحیح تقسیم بدعت دینیہ اور بدعت دنیویہ ہے جسکی تعریف ابھی میں نے کی ہے۔

بدعت کی تقسیم حسنہ و قبیحہ کیسے درست ہو سکتی تھی جبکہ یہ تقسیم قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے جس کی طرف مختصر اشارہ یہاں کیا جاتا ہے۔

قرآن —— اللہ کا ارشاد ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کیا؛ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے جب تشریف لے گئے تو دین مکمل تھا کسی اضافہ کا محتاج نہ تھا۔

نیز شریعت بنانا اللہ رب العالمین کا حق ہے کسی بشر کو اس کا حق حاصل نہیں اور دین میں اگر اضافہ جائز ہوتا تو کمی کرنی بھی جائز ہوتی۔ جبکہ

(باقی صفحہ ۷۰ پر)

(حاشیہ صـ ۶۹ سے آگے) اس کا کوئی قائل نہیں کہنے والے نے کیا خوب کہا ؎

بدین المسلمین ان جاز زید

مسلمانوں کے دین میں اگر اضافہ جائز ہوتا

فجاز النقص ایضا ان یکونا

تو پھر کمی کرنی بھی جائز ہوتی

کفی ذا القول قبحا یا خلیلی

ایسا کہنے والا کتنا قبیح ہے میرے دوست

ولا یرضاہ الا الجاھلونا

ایسی باتوں سے تو صرف جہلا ہی خوش ہونگے

اور صحیح حدیث میں ہے اِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ؛ یعنی دین میں نئی ایجاد کی ہوئی باتوں سے بچو اسلئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے ؛

یہاں لفظ "کل" عموم کے لئے ہے لہذا بدعت کرنے والے افراد میں سے کوئی فرد بھی اس سے باہر نہیں جب تک کہ اس عموم کو خاص کرنے والی حدیث نہ ہو لیکن ایسی حدیث کہاں کہ کہا جائے کہ بدعتِ حسنہ ہے جو عام بدعات کے دائرے سے نکل کر خاص ہو گئی ہے۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ حدیث : "ما رأہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن" یعنی جو چیز مسلمانوں کے

(باقی صـ ۷۱ پر)

وہ کھلی بدعت وضلالت ہیں جن کے لئے اللہ نے کوئی دلیل نہیں نازل کی مثلاً صرف اللہ، اللہ یا ہو یا ہو کا مفرد جملے کے ساتھ ورد کرنا. یا حلقہ باندھ کر ان وظائف کو دہرانا جیسے صلاۃ الرغائب[1]، حزب البحر نیز درود مناجاتی اور فجر سے قبل اور جمعہ کی رات و دن میں منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

(حاشیہ صنے سے آگے) نزدیک اچھی ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور یہی حدیث اوپر والی حدیث کو خاص کر دیتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ

اوّل — تو یہ حدیث ہی نہیں ہے بلکہ عبداللہ بن مسعودؓ کا کلام ہے۔

ثانیا — "المسلمون" میں "ال" اگر استغراق کے لئے ہے یعنی مراد تمام مسلمان ہیں تو یہ اجماع ہوا اور اجماع کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں اور اگر "ال" جنس کے لئے ہے تو اس کا مطلب یہ ہے اس کو کچھ لوگ اچھا سمجھتے ہیں اور کچھ برا سمجھتے ہیں جیسا کہ اکثر بدعات کے بارے میں ہے اس طرح اس قول سے استدلال کرنا ہی غلط ہے۔

[1] اور ان بدعات میں سے بدترین بدعت جمعہ کی نماز کے بعد ظہر کی نماز پڑھنی ہے، یہ سمجھ کر کہ مصلّیوں کی تعداد چالیس سے کم ہے یا وہ اچھی طرح پڑھنا نہیں جانتے اس لئے کہ یہ بدعت ضالہ کفر تک پہنچاتی ہے۔ اس صورت میں جب پڑھنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ جمعہ کے بعد ظہر فرض ہے اور اگر یہ خیال ہے کہ فرض نہیں سنّت ہے تو یہ بدعت وضلالت ہے۔

شان میں مدحیہ قصیدہ پڑھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ایسے جملے جو سنّت سے ثابت نہیں ہیں۔ مثلاً اسطرح کہنا:

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ ؞ | اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اس گنتی کے برابر جتنی اللہ کے علم میں ہے ہمیشہ ہمیش کے لئے اللہ کے ملک کے دوام کے ساتھ۔ |

یا اس طرح کہنا:

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ ؞ | اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جب تجھ کو یاد کرنے والے یاد کریں اور تیری یاد سے غافل ہونے والے غافل ہوجائیں۔ |

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا عظیم ترین کار ثواب ہے کیوں نہ ہو خود اللہ نے ہمیں اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ؞ | بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اپنے نبی پر اور سلام بھیجو؞ |

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے کلمات کتب حدیث میں لکھے ہوتے ہیں جنہیں ایجاد واختراع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ بات بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام عبادت ہے اور عبادت کی بنیاد توقیف یعنی اللہ کی طرف سے واقف کرانے پر ہے ؂

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے جملے

مسلم نے ابن نمیر عن روح بن عبادہ وعبداللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں" آپؐ نے فرمایا "کہو

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ | اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم |
| اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ | اور آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر |
| عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی | درود بھیج جس طرح تو نے درود |
| مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ | بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے |
| کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ | آل پر اور برکت نازل کر حضرت محمد |
| اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؂ | صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیویوں |

اور آپ کی اولاد پر جیسے تو نے برکت نازل کی حضرت ابراہیمؑ کے آل پر بیشک تو قابلِ تعریف بزرگی والا ہے۔

اور بخاری میں ہے "حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "ہم نے آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ معلوم کرلیا اب آپ پر درود کیسے بھیجیں" آپؐ نے فرمایا" کہو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسے تو نے حضرت ابراہیمؑ پر درود بھیجا اور برکت نازل فرما حضرت محمدؐ اور آلِ محمد پر جیسے تو نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی ٭

## قبر پرستوں کا ایک شبہ اور اُس کا جواب

ہم کہہ چکے ہیں کہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ توحید الوہیت اور توحید ربوبیت کا فرق اچھی طرح سمجھ لے اس لئے کہ قبر پرست مختلف عبادات اور اہلِ قبور کے سامنے مختلف طریقے پر آہ وزاری کرتے ہیں اور موحد مسلمان جب انہیں ان حرکات پر ٹوکتے ہیں اور ان کو بتاتے ہیں کہ تمہارا یہ عمل شرک ہے تو وہ بھڑک جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ ہم کو مشرک کیسے کہتے ہو ہم تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں

کہ اللہ ہی خالق و رازق ہے وہی زندہ کرنے والا مارنے والا اسی کے ہاتھ میں نفع و نقصان ہے اور اسی کی طرف لوٹنا اور پہونچنا ہے۔

زیادہ سے زیادہ اتنی بات ہے کہ ہم ان انبیاء اور صلحاء کو سفارشی بناتے ہیں جو اللہ کے پاس ہماری سفارش کریں گے کیوں کہ ہم گناہوں میں لت پت ہیں، ہمیں اتنی سکت نہیں کہ اللہ سے درخواست کریں کہ وہ ہمارے گناہ بخش دے یا ہماری ضرورت پوری فرمادے یا ہمارے نقصان کو دور کردے، لہٰذا ہم ان کے ذریعہ سفارش کراتے ہیں اور اپنے اور اللہ کے درمیان انہیں واسطہ بناتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک انکو وہی جاہ و مرتبت حاصل ہے جو وزیر کو بادشاہ کے پاس ہوتا ہے۔ چنانچہ رعایا پر جب کوئی ظلم ہوتا ہے یا انہیں کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو وہ خود بادشاہ تک نہیں پہونچ پاتے بلکہ وہ کسی وزیر یا بادشاہ کے مقرب درباری کا وسیلہ حاصل کرتے ہیں تاکہ وہ لوگ بادشاہ یا سلطان یا وزیر کے پاس انکی سفارش پہونچادیں اور بادشاہ ان کی ضرورت پوری کردے یا اُن سے ظلم کو دور کردے۔

## جواب

اُن نادان لوگوں کو ہمارا جواب یہ ہے:

اول — تمہارا یہ عقیدہ بالکل مشرکین کے عقیدے کے مطابق ہے، اللہ نے

گذشتہ مشرکین کی بابت فرمایا ہے :

| | |
|---|---|
| وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ | اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں |
| مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ | کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان |
| وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا | پہونچا سکتی ہیں نہ نفع اور کہتے ہیں |
| عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ | کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش |
| اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ | کرنیوالے ہیں کہدو کیا تم اللہ کو ایسی |
| وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَ | چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ |
| تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ . | آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے نہ زمین |
| (سورۃ یونس ۱۸) | میں وہ پاک ہے اور ان کے شرک |
| | کرنے سے وہ بہت بلند ہے ؛ |

اور اللہ نے دوسری آیت میں ان کی بابت فرمایا

| | |
|---|---|
| أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ | دیکھو خالص عبادت اللہ ہی کیلئے |
| وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ | لائق ہے اور جن لوگوں نے اس کے |
| دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ | سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے |
| إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى | ہیں) کہ ہم ان کو اسلئے پوجتے ہیں |
| (سورۃ الزمر) | کہ وہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں ۔ |

لہذا ان مشرکین کا یہ عقیدہ کہ اللہ ان کا خالق و رازق ہے ان کیلئے کچھ مفید

نہیں نہ اس عقیدے سے انکا خون محفوظ ہوگا کیونکہ انہوں نے ان بتوں کی
اس نیت سے عبادت کی ہے کہ وہ ان کو اللہ تک پہنچا دیں گے اور ان کی
سفارش کر دیں گے ۔ اسلئے ان کی عبادت نہیں کی ہے کہ وہ خالق و رازق
اور اُمور کی تدبیر کرنے والے ہیں" اور یہ بات ہر وہ شخص سمجھ سکتا ہے جس نے
قرآن کو پڑھا اور سمجھا ہے ؎۱ ۔

# خالق کو مخلوق سے تشبیہ دینا

دوسرے ان جہلاء نے ربّ عظیم کو انسانی بادشاہ سے تشبیہ دی،
ربّ العالمین کو اس سلطان کے برابر کر دیا جو ذلیل پانی سے پیدا کیا گیا ہے ۔
انہوں نے اعدل العادلین اور ارحم الرّاحمین کو اس مخلوق بادشاہ سے

---

؎۱ مشرکین کی فہم و عقل اور انکے حال کا کوئی عاقل تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ کس
طرح اپنے ہی ہاتھوں صنم تراشتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں کہ یہی ان کا خالق رازق اور
مدبر بھی ہے حتّٰی کہ گذشتہ و موجود بُت پرستوں میں بھی کوئی عقل و ہوش والا اس قسم
کی باتیں نہیں سوچ سکتا ۔ ان بُت پرستوں نے جو ان کی پرستش کی تو محض اسلئے کہ
یہ ان کے صالح لوگوں کی صورتیں ہیں ۔ لہٰذا ان کی عبادت کر کے وہ ان کا تقرب
چاہتے تھے تاکہ وہ اللہ کے پاس انکی سفارش کر دیں جسکے متعلق قرآن نے بھی وضاحت کی ہے ۔

تشبیہ دیدی جو بسا اوقات اظلم الظالمین ہوتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دی اور اس تک وسیلہ ڈھونڈا سفارشیوں کا شریکوں کا اسطرح شرک اور تشبیہ دونوں کا ایک ساتھ ارتکاب کیا اور یہ تک نہ سمجھ سکے کہ معبود کو مخلوق سے اور رب و مالک کو غلام پر قیاس نہیں کیا جاتا۔

جس کی توجیہ مختصراً یہ کی جاسکتی ہے کہ اکثر انسانی بادشاہ اس مظلوم کے ظلم کو بھی نہیں جان پاتا جو وزیر کا وسیلہ لیکر آتا ہے یا اس کو معلوم ہوتا کہ ظلم اس کی اولاد یا قرابت داروں کی طرف سے کیا گیا ہے جن کی وہ رعایت کرتا ہے اور اپنے لطف وکرم کو ان پر تنگ نہیں کرنا چاہتا، اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظلم خود بادشاہ ہی نے کیا تھا۔

لہٰذا کس طرح خالق کو مخلوق پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

تو کیا ان عرض بیگیوں کے بغیر اللہ کو یہ معلوم نہیں کہ اس مظلوم بندے پر ظلم ہوا ہے؟ اور کیا اللہ کو اس کی حاجت یا جو تکلیف اس کو پہونچی اس کا علم اس کو نہیں ہے؟ جب کہ اللہ کا خود ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَ | وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے |
| مَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۞ | اور اس بات کو بھی جو سینوں میں |
| (سورۃ غافر ۱۹) | چھپی ہے ۞ |

اور کیا انسانی بادشاہ کی طرح اللہ سے بھی کسی بندے پر ظلم صادر ہوتا ہے؟

اور کیا (معاذ اللہ) اللہ کے بھی کچھ رشتہ دار ہیں جو لوگوں پر ظلم کیا کرتے ہیں اور کیا (معاذ اللہ) اللہ کے بھی وزیر، مددگار اور پشت پناہ ہیں جن کا وسیلہ بندے تلاش کریں کہ وہ وزیر، معین یا پشت پناہ لوگ اللہ کے پاس ان کی سفارش کر دیں، کتنا فاسد اور خبیث یہ قیاس ہے اور اللہ کی ذات سے یہ لوگ کتنے بے خبر ہیں۔

## شریعتوں کے پہونچانے کے سوا خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی واسطہ نہیں

اور آخر واسطہ کی ضرورت ہی کیا ہے اللہ کا ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۞ (سورہ ق ۱۶) | اور ہم انسان سے اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں ۞ |

نیز فرمایا:

| | |
|---|---|
| وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۞ (سورۃ البقرۃ ۱۸۶) | اور جب آپ سے میرے بندے میری بابت پوچھیں تو فرما دیجیے میں قریب ہوں قبول کرتا ہوں اپنے پکارنے والے کی پکار کو جب وہ مجھے پکارتا ہے ۞ |

اور تبلیغ کے لئے واسطہ انبیاء کرام ہیں، لیکن نقصان دور کرنے اور نفع حاصل

کرنے کے لئے واسطہ کا استعمال مشرکین کا عقیدہ ہے۔

بندہ اور رب کے درمیان واسطہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ﴿سورۃ غافر ۶۰﴾

مجھے پکارو تمہاری دُعا قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلت کے ساتھ داخل ہوں گے۔

یہاں اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے ولیوں کو پکارو یا میرے نبیوں کو پکارو یا میرے دوستوں اور نیک بندوں سے فریاد کرو۔ بلکہ فرمایا:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا، اور فرمایا

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (سورۃ بقرۃ ۱۸۶)

جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دیجئے میں قریب ہوں اپنے پکارنے والے کی پکار قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک راستہ پائیں۔

اور حدیث شریف میں ہے :

"جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے
تم اللہ سے مانگو اور تم کو دعا کی قبولیت کا پورا یقین ہو"

ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا :
کہ پہلے انبیاء سے مانگو پھر وہ اللہ سے مانگیں گے یا انبیاء صالحین کا وسیلہ پکڑو۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرامؓ سے وسیلہ ثابت نہیں۔

یہ ثابت نہیں کہ انبیاء کرام میں سے کسی نے ایک دوسرے کا وسیلہ لیا ہو اور نہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی تابعینِ عظام اور ائمہ معتبرین نے ایک دوسرے کا وسیلہ لیا ہے۔

وسیلہ کی دو قسمیں ہیں ، مشروع اور ممنوع ۔ مشروع وسیلہ کی بھی دو قسمیں ہیں ۔ مشروع وسیلہ کی پہلی قسم یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور صالح اعمال کا وسیلہ لیا جاتے ۔ ایسے وسیلے کے بارے میں علماء کا اختلاف نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ مبارکہ میں بھی یہ وسیلہ جائز تھا اور آپ کی وفات کے بعد بھی جائز ہے۔

مشروع وسیلہ کی دوسری قسم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

میں آپ کی دعا کا وسیلہ لیا جائے مثلاً سائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپؐ سے درخواست کرتے کہ اُن کے لئے اللہ سے عافیت مانگیں، جیسے ایک اعرابی نے آپؐ سے بارش کی دعا کی تھی۔

ایک نابینا نے آپؐ سے اپنی آنکھ کی روشنی واپسی آنے کی دُعا کے لئے درخواست کی تھی (بشرطیکہ یہ حدیث صحیح[1] ہو؟) اسی طرح سیاہ فام لونڈی نے جس کو مرگی کا مرض تھا اپنی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا کہ یا تو وہ صبر کرے اور جنّت کی حقدار بنے یا آپؐ اس کے لئے دُعا ہی فرمادیں۔ لونڈی نے صبر کرنے کو ترجیح دی البتہ اتنی درخواست ضرور کی کہ آپ دعا فرمادیں کہ جب اُسے مرگی آئے تو وہ بے ستر نہ ہوجایا کرے۔

آپؐ کی دعاؤں کا یہ وسیلہ آپؐ کی وفات کے بعد ختم ہوگیا، اب کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ آپؐ کی قبر پر حاضر ہوکر آپؐ سے اپنی کسی ضرورت یا گناہوں کی مغفرت یا مصیبت دور ہونے کی دُعا کے لئے لب کشائی کرے۔

**اس کی دلیل**:۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں بارش رُک گئی اور حضرت عمرؓ نے استسقاء کی نماز کا ارادہ کیا اور حضرت عباسؓ

---

[1] "حدیث الاعمٰی" جو عثمان بن حنیف سے مروی ہے، صحیح نہیں ہے (باقی صہ۸۳ پر)

بن عبد المطلب سے کہا کہ آپ ہی دعا فرمائیں اور فرمایا :۔

---

(حاشیہ ص۸۲ سے آگے) صیانۃ الانسان کے مصنّف نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ابو جعفر الرازی ہے جو حافظہ کا خراب اور سخت وہمی ہے لہٰذا جس روایت میں وہ منفرد ہو وہ قابل حجّت نہیں ۔

اگر یہ حدیث صحیح بھی فرض کرلی جائے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف دعا کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے ۔ اسلئے کہ حدیث کے راوی عثمان بن حنیف فرماتے ہیں کہ ایک اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا " اے اللہ کے نبی اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے اندھے پن سے عافیت دے "۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم پسند کرو تو میں اسے ٹال دوں تاکہ تمہاری آخرت کے لئے یہ بہتر ثابت ہو ، اور اگر چاہو تو تمہارے لئے دعا کر دوں ، اس نے کہا بس میرے لئے اللہ سے دعا ہی فرما دیجئے ۔ تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرکے دو۲ رکعت پڑھے اور حدیث میں مذکورہ دعا کو پڑھے ۔

لہٰذا یہ حدیث تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو وسیلہ بنانے کے لئے نص ہے اور آپؐ کی زندگی میں آپ کی دُعا کا وسیلہ جائز تھا ، جس میں کوئی اختلاف نہیں ۔ آخر اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ اے اللہ تجھ سے سوال کرتا ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے یا آپؐ کے جاہ کے وسیلہ سے اگر ایسا ہوتا تو اس حدیث سے استدلال کرسکتے تھے ۔ لیکن ایسا کہاں ؟ ❊

اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا اِذَا اَجْدَبْنَا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا ثُمَّ قَالَ قُمْ یَا عَبَّاسُ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا۔ (بخاری)

اے اللہ! ہم جب خشک سالی کا شکار ہوتے تو تیرے نبیؐ کا وسیلہ لیکر آتے تھے اور تو ہمیں سیراب کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبیؐ کے چچا کو وسیلہ بنا کر لائے ہیں پھر حضرت عباس سے فرمایا کہ اُٹھئے اور اللہ سے دُعا کیجئے۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ آپؐ کی وفات کے بعد بھی جائز ہوتا تو صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت عباسؓ کا وسیلہ نہیں پکڑتے۔ یہ ایک ایسی واضح دلیل ہے جس سے ایک گمراہ اور کج رو شخص ہی انکار کر سکتا ہے۔

# انبیاء علیہم السّلام کی دُعائیں

مزید وضاحت کے لئے بعض انبیاء کرام کی دعائیں یہاں لکھی جارہی ہیں:

**آدم علیہ السّلام:** جب آپؑ سے خطا سرزد ہوئی تو آپؑ نے دعا فرمائی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ۝ (اعراف ۲۳)

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اگر تو نے ہمکو نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو البتہ ہم ٹوٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

آدم علیہ السلام نے اس موقع پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ نہیں لیا جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے اور اپنی تائید میں وہ حضرت عمر رضؓ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہو گئی تو انہوں نے دعا کی "اے میرے رب میں تجھ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرما" اللہ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچان لیا ابھی تو میں نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا ہے، آدمؑ نے فرمایا کہ اے میرے رب جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی اور میں نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بس اسی سے میں نے سمجھ لیا کہ تو اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام اضافہ کر سکتا ہے جو تیری مخلوقات میں سب سے زیادہ تجھے محبوب ہو گا۔ اللہ نے فرمایا "اے آدم تو نے سچ کہا، بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری مخلوقات میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، ان کے وسیلے سے مجھ سے دعا تم مانگتے ہیں آپ کو بخش دوں گا۔ اور اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں آپ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کو مستدرک میں حاکم نے روایت کی ہے۔



علماء اس حدیث کو یہ جواب دیتے ہیں کہ حاکم احادیث کی صحت کے

بارے میں بہت ڈھیلے ہیں حتیٰ کہ کچھ لوگوں نے ان پر بدعقیدگی کا الزام بھی لگایا ہے۔ امام ذہبی نے اس حدیث کے سلسلے میں امام حاکم پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے لہٰذا موضوع بلکہ ضعیف احادیث سے بھی کس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے؟

**دُعاء نوح علیہ السلام**:۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بابت اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے دعا فرمائی۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا | اے میرے رب مجھ کو اور میرے والدین کو اور جو بھی میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہو اور سب ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو بخش دے اور ظالموں کیلئے اور زیادہ تباہی بڑھا۔ |

(سورہ نوح ۲۸)

**دُعاء ابراہیم علیہ السلام**:۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۞ | اے میرے رب حساب وکتاب کے دن مجھ کو اور میرے والدین کو اور سب ایمان والوں کو بخش دینا |

(سورہ ابراھیم ۴۱)

## دعاء ایّوب علیہ السلام :-

| | |
|---|---|
| وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ | اور ایّوب کو یاد کرو جب اس نے |
| اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ | اپنے رب کو پکارا کہ بیشک مجھے |
| اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ؕ | تکلیف لگ گئی ہے اور تو |
| (سورہ الانبیاء ۸۳) | ارحم الرّاحمین ہے ؕ |

## دعاء یونس علیہ السلام :- یونس علیہ السّلام کو مچھلی نے جب لُقمہ بنالیا تو انہوں نے دُعا کی ۔

| | |
|---|---|
| وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا | اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب وہ |
| فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ | ناراض ہوکر غصّے کی حالت میں چل |
| فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ | دئے اور خیال کیا کہ ہم ان پر |
| لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ | قابو نہیں پاسکیں گے آخر اندھیرے |
| اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ | میں پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی |
| فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ | معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں |
| الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِی | قصوروار ہوں، تو ہم نے ان کی |
| الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ | دُعا قبول کرلی اور ان کو غم سے |
| (سُورہ اَنْبِیاء) | نجات بخشی اور ایمان والوں کو |
| ۸۷ - ۸۸ | ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں ؕ |

## دعاء زکریا علیہ السلام :-

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ

(سُورہ اَنبیاء)
۸۹

اور ذکریا کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے رب کو آواز دی، میرے رب مجھے تنہا نہ چھوڑنا اور تو ہی بہترین وارث ہے تو ہم نے ان کی دعا سُن لی اور ان کے لئے یحیٰی عطا کیا اور ان کی بیوی کو اُن کے قابل بنا دیا ۔

## دعا یوسف علیہ السلام :-

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۔

(سُورہ یوسف) ۱۰۱

اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو حکومت عطا کی اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے تو مجھے اپنی اطاعت میں اُٹھانا اور اپنے نیک بندوں میں داخل کرنا ۔

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بہت کثرت سے ہیں جو حدیث اور وظائف کی کتابوں میں پھیلی ہوئی ہیں، جن میں سے چند دعاؤں کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| ۱ــــ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي دِيْنِي وَدُنْيَاىَ وَاَهْلِي وَمَالِي وَبَدَنِي ؏ | اے ہمارے رب تجھ سے سوال کرتا ہوں عافیت کا اپنے دین، دنیا و اہل و مال اور بدن کے لئے ؏ |

۲ــــ سید الاستغفار

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِي وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِي فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ؏ | اے اللہ تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ اس برائی سے جو میں نے کی ہے اقرار کرتا ہوں تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا بیشک گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا ؏ (بخاری) |

۳ــــ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَدْعُوْكَ كَمَا اَمَرْتَنَا فَاسْتَجِبْ لَنَا كَمَا وَعَدْتَنَا اَللّٰھُمَّ اَقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ لَنَا ۔

(ترمذی)

اے اللہ ہم تجھے اسی طرح پکارتے ہیں جیسا تو نے ہمیں حکم دیا ہے تو ہماری دعائیں قبول فرما جیسا کہ تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے ، اے اللہ ہمیں اپنا وہ خوف عطا فرما جس کے ذریعہ تو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور اپنی اطاعت کی توفیق دے جس سے تو ہمیں اپنی جنّت میں پہنچا دے اور وہ یقین عطا فرما جس سے تو ہم پر دنیا کے مصائب آسان فرما دے ۔ اے اللہ تو ہمیں فائدہ پہونچا ہمارے کانوں آنکھوں اور ہماری قوّت سے جب تک تو ہمیں زندہ رکھے اور اسی کو ہمارا وارث بنانا ۔

تو کیا ان میں سے کسی کو جرأت ہے کہ وہ قرآن یا صحیح حدیث کا ایک حرف بھی

نیک لوگوں اور انبیاء ومرسلین کا وسیلہ لینے کی تائید میں پیش کرسکے ان سے استغاثہ کرنے کی بات تو درکنار صرف وسیلہ ہی کوئی ثابت کردے۔

غیر اللہ کے ساتھ استغاثہ کرنا تو بلاشبہ سراسر شرک ہے البتہ وسیلہ پکڑنا بدعت ہے کفر نہیں۔

## اعمالِ صالحہ کا وسیلہ لینے کی دلیل

حدیث میں ان تین شخصوں کا ذکر آیا ہے جن پر چٹان گرنے سے راہ بند ہوگئی تھی، اس غار سے نکلنے کے لئے ایک نے والدین کے ساتھ اپنے حسنِ سلوک کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دُعا کی، دوسرے نے زنا سے پاک رہنے کو وسیلہ بنایا، حالانکہ وہ اس عورت پر پوری طرح قابو پاچکا تھا، تیسرے نے اپنے مزدور کی مزدوری کو بڑھا کر دینے کو وسیلہ بنایا، جبکہ مزدور اپنی اُجرت چھوڑ کر جاچکا تھا اور جب مدّت دراز کے بعد واپس لوٹا تو اس نے اس حالت میں اسے مزدوری دی کہ وہ بڑھ کر مال کی بڑی مقدار بن گئی تھی۔

## آیت وابتغوا الیہ الوسیلہ سے اِستدلال کا جواب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ — اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ،، اور اس کی طرف پہونچنے کا وسیلہ تلاش کرو ۔
(سورہ مائدہ ۳۵)

یہاں وسیلہ کا معنی ہے اعمالِ صالحہ یا اللہ کے ناموں اور اس کی صفات کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنا جس کی تشریح شروع وسیلہ کے ذکر میں آچکی ہے اس آیت کا مطلب ہرگز وہ نہیں ہے جسے اہلِ بدعت سمجھتے ہیں کہ انبیاء وصالحین کو سفارشی اور واسطہ بنایا جائے اور سمجھا جائے کہ آیت مذکورہ میں اسی وسیلہ کا ذکر ہے لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے ( تو وہ بھی وسیلہ ہے ) نیز شفاعت کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اسی لئے ہم سب اپنے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی دعا کرتے ہیں ۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ثبوت

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ بلا شبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد قسم کی شفاعت کا حق حاصل ہے جن میں سب سے بڑی شفاعت قیامت کے دن لوگوں کو میدان حشر میں کھڑا رہنے کی تکلیف سے بچانا ہے اور یہ شفاعت صرف آپؐ کے ساتھ مخصوص ہے ۔

دوسری شفاعت یہ ہے کہ آپ بعض موحدین کو جہنم سے نکلوائینگے ،

اور اہلِ ایمان کے درجات کو جنّت میں بلند کرائیں گے۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے برحق ہونے پر ہمارے اعتقاد سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی مسلمان اس شفاعت پر بھروسہ کر کے دنیا ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت اور گناہوں کی بخشش کا سوال کرنے لگے اور یہ کہے " یارسول اللہ میری شفاعت کیجئے" یارسول اللہ میرے گناہ معاف فرمائیے " جس نے مجھ پر ظلم کیا اس سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں " اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں "۔ اس طرح کہنا ہرگز جائز نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ " اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مجھے عطا فرما اے اللہ! میرے بارے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما، اے اللہ! مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔

جب کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہے " یارسول اللہ میری فریاد پوری کیجئے، میری شفاعت کیجئے یا میں آپؐ کی پناہ طلب کرتا ہوں "۔ جب آپؐ کو اس طرح پکارنا جائز نہیں تو آپؐ کے علاوہ اولیاء کرام، صلحاء اُمّت کو کیسے پکارنا جائز ہو سکتا ہے۔ کسی شاعر کے اس شعر سے بھی ہرگز دھوکہ نہ کھانا چاہیئے ؎

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ
سواك عند حلول الحادث العمم

(اے مخلوقِ خدا میں سب سے بہتر آخر میں حوادثاتِ عام کے وقت آپ کے سوا کس کی پناہ لوں ؟)

وہ کہتا ہے "مالی من الوذبہ" میں کس کی پناہ لوں" اور ہم کہتے ہیں

لُذْ باللہ ولا تلذ بسواہ
من لاذ بالملك الجليل كفاه

"اللہ کی پناہ لو اس کے سوا دوسرے کی پناہ نہ لو۔ جس نے بھی اس شہنشاہِ جلیل کی پناہ لی وہ اس کیلئے کافی ہوا"

## وسیلہ اور استغاثہ کے جواز پر اہلِ بدعت کے دلائل

بعض شعراء کے کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسروں سے استغاثہ اور دہائی کثرت سے موجود ہے۔ اسی طرح شعراء متاخرین میں بھی وسیلہ اور استغاثہ کی بھرمار ہے اور وہ اُن کو نہایت کمزور اور بے بنیاد باتوں سے جائز قرار دیتے ہیں، جن کو کسی طرح حجۃ و دلیل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ مثلاً

۱۔۔۔ آدم علیہ السلام والی مذکورہ حدیث۔

۲۔۔۔ حدیث اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ الخ

اے اللہ تجھ سے سوال کرتا ہوں تجھ سے سوال کرنیوالوں کے حق کے وسیلے سے۔

۳۔۔۔ فاطمہ بنت اسد کی وہ حدیث جس کو ابن حبان اور حاکم نے انس بن مالک سے روایت کی ہے "جب حضرت علی ابنِ ابی طالب کی والدہ فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم کا انتقال ہوا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی آپؐ ان کے پاس گئے اور ان کے سرہانے بیٹھے اور فرمایا "یا امّی میری والدہ کے بعد اللہ آپ پر رحم فرمائے" اور جب اُن کو قبر میں اُتارا تو فرمایا،

| | |
|---|---|
| اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد | میری ماں فاطمہ بنتِ اسد کو |
| ووسع لھا مدخلھا بحق | بخشدے اور ان کے لئے ان کی قبر |
| نبیك والانبیاء الذین | کو وسیع کردے اپنے نبی اور مجھ سے |
| من قبلی فانك ارحم | قبل انبیاء کے واسطے سے بیشک |
| الراحمین ۞ | تو ارحم الراحمین ہے ۞ |

۴۔۔۔ اور اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ | اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر |
| جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَ | بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے |
| اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ | اور خدا سے بخشش مانگتے اور |

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۞ (سُوْرَةُ النِّسَاءِ ۶۴)

رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو خدا کو معاف کرنے والا مہربان پاتے ۞

۵ــــ اور اس آیت سے

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۞ (القصص ۱۵)

تو جو شخص ان کی قوم سے تھا اس نے دوسرے شخص سے جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا موسیٰ سے مدد طلب کی تھی ۞

۶ــــ یہ بھی کہتے ہیں کہ زندوں اور مُردوں میں کوئی فرق نہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آپؐ کی زندگی میں وسیلہ لیا جا سکتا ہے تو آپؐ کی وفات کے بعد بھی جائز ہے کیونکہ آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں، نیز انبیاء بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں کیونکہ انبیاء کرام کا مقام شہداء سے بہت بلند ہے اور شہداء کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (سورۃ آل عمران ۱۶۹)

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے آپ ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پا رہے ہیں ۞

۷ ــــ یہ حدیث بھی بیان کرتے ہیں :

| | |
|---|---|
| اذا اعیتکم الامور | جب کام تم کو عاجز کر دیں تو تم |
| فعلیکم باھل القبور ۔ | اہلِ قبور سے مدد مانگو ۔ |

۸ ــــ اور حدیث

| | |
|---|---|
| توسلو بجاھی فان جاھی | میرے مرتبہ کا وسیلہ چاہو کیونکہ میرا |
| عند اللہ عظیم ۔ | مرتبہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے ۔ |

اسی طرح کے دوسرے کمزور اور لچر دلائل کا سہارا لیتے ہیں جن پہ ہنسی آتی ہے اور ان کے حال پر رونا آتا ہے ۔

# اہلِ بدعت کے دلائل کا مُسکِت جواب[1]

ذیل میں اہلِ بدعت کے دلائل کا سلسلہ وار جواب دیا جاتا ہے ۔

ا ــــ قارئینِ کتاب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وسیلہ پکڑنا کفر نہیں صرف بدعت ہے ، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے سوا کسی سے استغاثہ کرنا کفر ہے جیسا کہ بار بار ذکر کیا جا چکا ہے ۔

۲ ــــ مُردوں کا وسیلہ لینے کے بارے میں کوئی صحیح یا حسن حدیث مروی

---

[1] اب ان کا ایک اعتراض اور باقی رہ گیا ہے کہ وہ موحدین سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ ان آیات کو جو بتوں اور ان کے پجاریوں کے بارے میں نازل (باقی صفحہ ۹۸ پر)

نہیں اس کی بابت جتنی بھی حدیثیں لوگ بیان کرتے ہیں وہ سب یا تو ضعیف ہیں یا موضوع توسل آدم والی حدیث کا جواب تو دیا جا چکا ہے۔

---

(حاشیہ صفحہ ۹۷ سے آگے) ہوتی ہیں ان مسلمانوں پر چسپاں کر دیتے ہیں جو صالحین کا وسیلہ لیتے ہیں اور انبیاء سے استغاثہ کرتے ہیں اور تمام دینی شرائع پر عمل کرتے ہیں یعنی آپ لوگ انبیاء وصالحین کو تو بتوں کی جگہ قرار دیدیتے ہیں اور ان سے وسیلہ لینے والوں کو ان کا پجاری بنا دیتے ہیں۔

تو اس کا پہلا جواب تو یہی ہے کہ علماء نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ اعتبار تو عام لفظ ہی کا کیا جائے گا کسی خاص سبب کا نہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ پچھلے مشرکین وکفار میں بھی کچھ تو ایسے لوگ تھے جو انبیاء کی عبادت کرتے تھے جیسے حضرت عیسٰی اور عزیر علیہما السلام کی اور کچھ ایسے تھے جو صالحین کی عبادت کرتے تھے جیسے ود، سواع، یغوث اور یعوق اور نسر کی لیکن اللہ نے ان سب کو کافر کہا اور ان کے کافر ہونے کی ہم کو خبر دی۔

اور " دون اللہ اللہ کے سوا " کا حکم مثلاً آیت ولا تدع من دون اللہ میں اور مالکم من الہ غیرہ کا حکم ہر غیر اللہ معبود کو شامل ہے خواہ وہ غیر اللہ نبی ہو یا فرشتہ۔ اور تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے یہود ونصاریٰ کو محض اسی لئے کافر کہا کہ وہ اپنے علماء اور درویشوں کے کہنے پر حرام کو حلال اور حلال کو حرام سمجھتے تھے تو جب اتنی سی بات پر وہ کافر ہوتے تو جو لوگ غیر اللہ کو سجدہ کرتے ہیں ان کے لئے نذر مانتے ہیں ان کا طواف کرتے ہیں تو وہ تو اور زیادہ کافر ہوئے ÷

اور حدیث اَللّٰھُمَّ إِنِّی اسئلك بحق السائلین تو وہ سخت ضعیف ہے۔ حافظ ھیثمی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے کہ اسکی اسناد ضعاف مسلسل پر مشتمل ہے، عطیہ، فضیل بن مرزوق، فضل بن موفق سب کے سب ضعیف ہیں۔

اس کے علاوہ اگر ہم اس حدیث کو صحیح بھی مان لیں تو یہ کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتے کہ "سائلین کا حق" مخلوق ہے کیونکہ ان کا حق تو یہ ہے کہ اللہ ان کی دعا قبول کرے اور ان کا سوال ان کو دیدے اور یہ "اجابۃ اور اعطاء" دونوں ہی اللہ کی صفت ہیں تو مخلوق کا حق اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہو جاتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے، کان حقًا علینا نصر المؤمنین اہل ایمان کی مدد ہمارا حق ہے۔

۳ــــ فاطمہ بنت اسد کی حدیث بھی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں روح بن صالح المصری راوی ضعیف ہے۔

اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو "حق الانبیاء" مخلوق نہیں جیسا کہ اُوپر حق السائلین والی حدیث میں یہ بحث گذری، بلکہ یہ بھی اللہ کی صفت ہے اور انبیاء کا حق ہے کہ اللہ ان کی مدد فرمائے، ان کو خوش کرے اور اُن کو اُن کے دشمنوں پر غالب کرے۔

۴ــــ اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں "فاستغاثہ الذی من شیعتہ" سے

اِستدلال کرنا کتنا پھُسپھُسا اور کمزور ہے کیونکہ اس واقعہ میں ایک زندہ شخص نے دوسرے زندہ شخص سے مدد طلب کی ہے جس کی اس کو قوت و قدرت حاصِل تھی آخر اس میں کِس کو اعتراض ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اسرائیلی کا موسٰیؑ علیہ السلام سے استغاثہ کرنا اور موسٰیؑ کا اسے جواب دینا ہمارے لئے کسی طرح حجّت نہیں کیونکہ وہ ان کی نبوّت سے قبل کا واقعہ ہے۔ اور اپنی نبوّت سے قبل کی باتوں پر انبیاء کا خاموش رہجانا اس چیز کے جواز کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ ان سب کے علاوہ یہ واقعہ شریعتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نہیں ہے۔

۵ــــ اور آیت "وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا" سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے گناہوں کی مغفرت معلق تھی ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے پر اور یہ کہ جب وہ اللہ سے مغفرت کی دُعا کرتے اور انہوں نے ایسا نہیں کیا لہذا ان کے اس فعل پر انہیں اس آیت میں ملامت کی گئی ہے یہ نہیں کہ انہوں نے مغفرت طلب کی یا انہیں مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا گیا۔

دوسرے یہ کہ یہ آیت مشروط ہے اس بات پر کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور اَب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اُن کا آپؐ کے پاس آنا ممکن نہیں کیونکہ اَب تو وہ آپؐ کی قبر ہی کے پاس آسکتے ہیں

اور قبر پر آنے والے کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حقیقۃً وہ صاحبِ قبر کے پاس آیا،

تیسرے یہ کہ یہ ایک مخصوص قسم کا واقعہ ہے جو اپنے لفظ اور معنی کسی اعتبار سے بھی عام نہیں ہے آپ کی زندگی میں ہو چکا ہے، پھر اسے زندگی اور موت دونوں حالتوں پر کیسے منطبق کر دیا گیا۔ اگر موت وحیات دونوں ہی پر اس کا عام اطلاق ہوتا تب بھی اسے زندگی ہی کے لئے محدود ومخصوص کیا گیا ہوتا جس کے لئے یہ شرعی دلیل موجود ہے کہ مردے نہ سنتے نہ جواب دیتے ہیں، اللہ کا ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۞ (سورۃ فاطر ۲۲) | اللہ جس کو چاہتا ہے سُنا دیتا ہے اور آپ ان کو جو قبروں میں مدفون ہیں نہیں سُنا سکتے ۞ |

اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:

| | |
|---|---|
| إذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية، او ولد صالح يدعوله، او علم ينتفع به ۞ | جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے صرف تین ذریعہ سے، صدقۂ جاریہ، صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرے، یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتے ۞ |

پھر صحابہ کرام اور آپ کے بعد والے علماء امت نے اس آیت کو موت کے بعد شامل نہیں سمجھا، اسی لئے صحابہؓ نے موت کے بعد آپؐ کو پکارا بھی نہیں، اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ انہوں نے آپ کو موت کے بعد پکارا ہو، ہم تک تحقیق سے جو خبر پہونچی وہ صرف یہ ہے کہ صحابہؓ نے آپؐ سے آپؐ کی زندگی میں دعا کی درخواست کی ہے۔

۶۔ اور یہ کہنا کہ وسیلہ اور استغاثہ کے جواز میں مردوں اور زندوں کا کوئی فرق نہیں، جو چیز ان میں سے کسی ایک کے لئے ثابت ہوگی وہ دونوں کے لئے ثابت مانی جائے گی پھر یہ ثابت ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں کیونکہ وہ شہداء سے زیادہ بلند مرتبہ ہیں لہذا انبیاء سے شہداء اور اولیاء سب سے وسیلہ جائز ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب باتیں قرآن کے صریح مخالف ہیں، اس لئے کہ قرآن تو کہتا ہے:

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ (سورۃ فاطر ۲۲)

اور مردے اور زندے برابر نہیں ہیں بیشک اللہ سنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور آپ ان کو جو قبروں میں مدفون ہیں نہیں سنا سکتے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى، وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿الروم ۵۲﴾ | تو تم مُردوں کو نہیں سُنا سکتے اور نہ بہروں کو جب وہ پیٹھ پھیر کر جائیں آواز سُنا سکتے ہو ۔ |

پاک ہے اللہ جس نے ان قبر پرستوں کی نگاہوں کو اندھا کر دیا ہے کہ وہ زندوں اور مُردوں میں فرق نہیں کرتے دونوں کو یکساں سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روحیں جسم سے جدا ہو کر بھی باقی رہتی ہیں اور پورا پورا تصرف رکھتی ہیں ۔ کتنے جاہل لوگ ہیں یہ اگر ان کے کہنے کے مطابق یہ مردے زندہ ہی ہیں تو ان کو دفن کیوں کیا گیا ؟ ان کی جائدادیں کیسے تقسیم کی گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ان دُوسرے مردوں کی بیویوں سے نکاح کیسے کیا گیا ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مُردوں کی اہانت بھی ہوتی ہے ان کو روندا بھی جاتا ہے پھر بھی نہ وہ حرکت کرتے نہ اپنی طرف سے مقابلہ کرتے کیا وہ اپنی اس ذلت پر خوش ہیں ؟ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے زیادہ باطل کلام اور فاسد خیال بھی کسی نے سُنا ہوگا ؟

۷ ـــ یہ کہنا کہ روحیں جسموں سے جدا ہونے کے بعد اختیار رکھتی ہیں کیوں کہ وہ زندہ ہیں تو ایسا کہنا سراسر باطل ہے ۔

آخر روحوں کو کیسا تصرّف حاصل ہے ؟ اور اگر وہ زندہ بھی ہوں

تو کیا ضروری ہے کہ وہ فریاد کرنیوالوں اور سوال کرنے والوں کے جواب و قبولیت پر قادر ہیں۔ اگر اسی بنیاد پر کہ وہ مرکر بھی زندہ ہیں اور ہمیں ان سے استغاثہ کرنا جائز ہے تو پھر ہم فرشتوں سے کیوں نہ فریاد کریں کیونکہ ان کی حیات میں تو کسی کو انکار نہیں۔ اسی طرح حوروں، جنت میں خدمت کرنے والے لڑکوں، کفار کی روحوں اور جنوں سے بھی کیوں نہ استغاثہ کریں کیونکہ یہ سب زندہ ہیں"۔ اللہ تو پاک ہے، اور یہ کتنا بڑا بہتان ہے۔ ایسی باتیں تو وہی کہہ سکتا ہے جو پرلے درجہ کا بیوقوف ہوگا اور جو عقل سے بے بہرہ ہو چکا ہوگا۔ اے اللہ! ان کو حق کا راستہ صراطِ مستقیم دکھا۔

۸ـــ حدیث "اذا اعییتکم الامور" جھوٹی من گھڑت ہے۔ زنادقہ نے دین کو بگاڑنے کے لئے گڑھا ہے۔

۹ـــ حدیث "توسلو بجاھی" موضوع ہے کسی کو بھی اس کے موضوع ہونے میں اختلاف نہیں بلاشبہ تمام مسلمان اس کے قائل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ عظیم ہے اور آپ کے لئے مقامِ محمود ہے اور آپ مخلوق میں سب سے افضل خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔

لیکن آپؐ کا یہ مرتبہ عظیم ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ آپ کا وسیلہ لیں اور آپؐ سے فریاد کریں، اگرچہ تمام انبیاء اپنی قبروں میں حیات برزخی کے ساتھ زندہ ہیں جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، اس لئے کہ حیاۃِ برزخیہ

کو دنیا کی زندگی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا نہ اسے اس زندگی کا حکم دیا جا سکتا کہ جس طرح ہم آپؐ کی زندگی میں آپؐ سے دعا کی درخواست کرتے تھے کہ اللہ سے ہمارے گناہوں کی مغفرت اور حاجت براری کے لئے دعا فرمائیں۔ تو اب ہرگز جائز نہیں ہے کہ آپ کی دنیاوی زندگی پر قیاس کر کے آپؐ سے وفات کے بعد بھی اسی طرح درخواستیں کرتے رہیں۔

# مسئلہ حیاتُ النبیؐ کی حقیقت

انبیاء و صالحین اور دوسرے مُردوں کی عبادت کی دعوت دینے والے اکثر اصحاب "بدعت و ضلالت"۔ "انبیاء اور شہداء کی حیات" کے بارے میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انبیاء و شہداء کی حیات ان کی دنیا کی زندگی کی طرح ہے سب اہل دنیا کی طرح وہ بھی کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں۔

اسی بنیاد پر وہ مصائب و مشکلات میں ان سے فریاد کرنے کو جائز کہتے ہیں بلکہ انہوں نے اس کو اچھا کام سمجھ کر کیا اور ان لوگوں کو گمراہ سمجھا جو مُردوں سے استغاثہ کرنے کو روکتے ہیں اور اسے رب العلمین کے ساتھ شرک قرار دیتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء و شہداء کی حیات، حیاتِ برزخی ہے غیبی ہے جس کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

لہٰذا مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع سے متعلق بعض جلیل القدر مفسّرین کا کلام یہاں نقل کر دوں تاکہ ہمارے قول کی سچائی اور مخالفین کے نظریات کا غلط ہونا واضح ہو جائے۔ میں یہاں اس وقت چار بڑے مفسّرین کے اقوال نقل کر دیتا ہوں جس سے ہماری بات کی صحت اور اہلِ بدعت کے پروپیگنڈوں کی قلعی کھل جائے گی۔

**علّامہ ابن جریرؒ** علّامہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"آپؐ کے اصحاب جو غزوۂ اُحد میں شہید کیے گئے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اُن کو مردہ تصوّر نہ کریں کہ وہ کسی شئی کا احساس ہی نہیں رکھتے نہ لذت حاصل کریں نہ نعمت استعمال کرتے، نہیں بلکہ وہ میرے پاس زندہ ہیں، میرا رزق کھا رہے ہیں، میں نے جو عزّت و بزرگی اور کثیر ثواب و بخششیں ان کو عطا کی ہیں اس پر مگن ہیں۔"

اس کے بعد ابنِ جریر نے تقریباً بیس احادیث و آثار نقل کئے ہیں جن میں سے مسروق بن الاجدع کا یہ اثر بھی ہے کہ

"ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اس (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا) کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ خود ہم نے اس کے

متعلق پوچھا تھا تو ہمیں جواب دیا گیا کہ تمہارے بھائی جب غزوۂ احد میں شہید کئے گئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے جسموں میں منتقل کر دیا جو جنّت کی نہروں میں جاتی ہیں اور اس کا پھل کھاتی ہیں اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں رہتی ہیں، اللہ ان پر جلوہ افروز ہوگا اور پوچھیگا تم کیا چاہتے ہو تم کو مزید دوں گا، وہ جواب دیں گے، ہمارے ربّ! جو کچھ تو نے ہمیں عطا کر دیا اب اس سے زیادہ نہیں چاہیئے، جنّت کے جس حصّے سے ہم جو چاہتے ہیں دن میں تین بار کھاتے ہیں۔ اللہ ان پر دوبارہ جلوہ اَفروز ہوگا اور وہی سوال کرے گا اور جواب میں دوبارہ وہ یہی کہیں گے کہ پروردگار جتنا تو نے دیا اَب اس سے زیادہ کے خواہاں نہیں ہیں جنّت کے جس حصے سے جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں اب ہماری صرف ایک خواہش ہے کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دے اور ہمیں دنیا میں واپس بھیجدے کہ ہم تیری راہ میں جہاد کریں حتّٰی کہ تیری راہ میں دوبارہ شہید ہوجائیں ۔ (تفسیر ابن جریرؒ)

**حافظ ابنِ کثیرؒ**: حافظ ابنِ کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے شہداء اگرچہ اس دنیا میں شہید کر دئے گئے ہیں لیکن ان کی روحیں زندہ ہیں اور دار القرار میں روزی پا رہی ہیں۔

اس کے بعد علامہ نے وہی سب احادیث نقل کی ہیں جو ابن جریرؒ نے لکھی ہیں۔

**علامہ ابن جوزیؒ**: ابنِ جوزی نے آیت "وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ" کی تفسیر میں لکھا ہے:

کہ یہ آیت شہداء احد کے بارے میں نازل ہوئی ہے اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ مت کہو کہ یہ لوگ مر چکے ہیں ان کی روحیں جنتوں تک نہیں پہونچ سکیں اور اللہ کے وہ انعامات نہیں پا سکتے جنہیں مردے بھی نہیں پا سکتے۔

کیونکہ یہ سب زندہ ہیں ان کی روحیں سبز پرندوں کے جسموں میں ہونگی جنت میں پھرتی چگتی ہوں گی، تو وہ اس اعتبار سے تو زندہ ہیں لیکن ان کے جسم سے روح نکل جانے کے اعتبار سے وہ مردہ ہیں۔

جب ان کو اس اعتراض کا احساس ہوا کہ سبھی اہلِ ایمان اپنی وفات کے

بعد ان انعامات سے نوازے جائیں گے تو پھر خاص طور پر شہداء کو ذکر کرنے کی وجہ کیا ہے تو اس اعتراض کا جواب یہ دیا کہ شہداء کو دوسروں پر فضیلت دی گئی ہے کہ شہداء کو جنت میں خوراک دی جائے گی جبکہ دوسروں کو دوسری قسم کا انعام ملے گا۔

**علامہ القاسمیؒ** : علامہ قاسمیؒ نے اپنی تفسیر میں بیضاوی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ

> "جسم کی بربادی، اعضاء کی تباہی اور شعور کے فقدان کے وقت بھی شہداء کی زندگی کا اثبات اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی زندگی جسمانی نہیں اور نہ ہی عالمِ حیوانات کی طرح کی زندگی ہے کیونکہ حیوانات کی زندگی کا تعلق تو جسمانی ڈھانچے اور مزاج کے اعتدال کے ساتھ وابستہ ہے جب کہ شہداء کی زندگی کا علم صرف وحی کے ذریعہ ہے نہ کہ عقل و حواس کے ذریعہ"

علامہ ابنِ جریرؒ کے کلام پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ لوگ اللہ کے پاس زندہ ہیں اور اللہ کے رزق سے مستفید ہو رہے ہیں۔

علامہ ابنِ جوزیؒ کے کلام پر غور کیجئے کہ شہداء زندہ اس اعتبار سے ہیں کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے جسم میں ہیں اور مردہ اس اعتبار سے

ہیں کہ ان کی روح جسم سے نکل چکی ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ کی رائے کا خلاصہ یہ ہوا کہ شہداء دنیا میں تو شہید ہو چکے ہیں لیکن ان کی روحیں دار الآخرت میں زندہ ہیں اور رزق پا رہی ہیں۔

علامہ بیضاویؒ کا قول یہ ہے کہ شہداء کی زندگی جسمانی نہیں اور نہ ہی عام حیوانات کی طرح کی زندگی ہے۔

اِن حقائق کا علم ہو جانے کے بعد آپ پر یہ بات واضح ہو گئی کہ بد عقیدہ لوگوں کا یہ خیال کہ شہداء کی زندگی ہماری جیسی زندگی ہے وہ کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں، فاسد عقیدہ ہے جسے ہر عقل سلیم والا شخص اِنکار کرے گا چہ جائیکہ جو علم دین اور عقیدۂ صحیحہ سے مزیّن ہو۔

اور سورۂ بقرہ میں اللہ کا اِرشاد ہے "وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ" لیکن تم نہیں جانتے"۔ اور سورہ آل عمران میں" اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ وہ زندہ ہیں اپنے ربّ کے پاس روزی پاتے ہیں"۔

یہ اقوال اہلِ بدعت کے اس عقیدے کو باطل قرار دینے کے لئے کافی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ شہداء کی زندگی ہماری دنیاوی زندگی کی طرح ہے۔

نیز کچھ لوگوں نے شہداء کی زندگی کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ یہ ان کی بہتر یاد اور ان کا ذکرِ جمیل ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال یہ بھی ہے کہ شہداء کی موت و حیات کا مطلب

ضلالت و ہدایت ہے یہ مت کہو کہ وہ دنیا سے چلے گئے یا صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے بلکہ وہ اپنی اطاعت کے ساتھ زندہ ہیں اور اس کے جاری رکھنے پر قائم ہیں۔

اسی طرح کے اقوال اتنی کثرت سے ہیں کہ ایک ضخیم جلد تیار ہو سکتی ہے لیکن ہم نے اہلِ ضلالت کی قلعی کھولنے کے لئے اتنے ہی پر اکتفاء کیا۔

لیکن حیاۃ شہداء کی بہترین تشریح وہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں حدیثوں اور مفسرین کی تفسیروں سے معلوم ہوتی۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شہداء اور انبیاء کی زندگی حیاۃ غیبیہ برزخیہ ہے جس کی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، ہر جگہ کا حکم الگ ہے جب وہ دنیا سے نکل گئے تو اب ہمارے لئے جائز نہیں کہ ان پر دنیاوی احکامات لگائیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمارے لئے جائز تھا کہ آپؐ سے دعا کی درخواست کرتے یا وہ ہمارے لئے مغفرت کی دعا فرماتے تو آپؐ کی وفات کے بعد ہمارے لئے جائز نہیں کہ آپ سے ان باتوں کا سوال کریں جن کا آپؐ کی دنیاوی زندگی میں آپؐ سے سوال کرنا جائز تھا۔

شیخ احمد بن محمد بن عوض الیمنی نے اپنی نظم "ہدایۃ المرید" میں کیا خوب کہا ہے:

"شہداء اور اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سب اللہ کے پاس زندہ ہیں،

ان کو ہم زندوں کی طرح نہیں تسلیم کر سکتے، کیونکہ انھوں نے یہ دار الفناء چھوڑ دیا ہے اور جو شخص یہ کہے کہ ان کی زندگی ختم نہیں ہوگی تو ایسا کہنے والا جھوٹا بدعتی ہے، اس نے قرآن اور رسولؐ دونوں کو جھٹلا دیا اور معقول اور منقول دونوں کی مخالفت کی

## اِن آیات پر غور کرو!

یہ آیات قرآنی جو اعلان کر رہی ہیں کہ غیر اللہ کو کوئی اختیار و تصرف حاصل نہیں اور نہ ہی انہیں نقصان ٹالنے اور نفع دلانے کی قدرت ہے خواہ وہ نبی ہوں یا اور کوئی' اللہ کا ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| ۱۔ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ (الزمر ۳۸) | کہہ دیجئے بتاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھ کو کوئی بھی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ اس تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو وہ اس کی مہربانی روک سکتے ہیں؟ کہہ دو کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ رکھنے والے اس پر بھروسہ رکھتے ہیں |

۲۔ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔ (الاعراف ۱۸۸)

کہدو میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے ، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہونچتی میں تو مومنوں کو ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

۳۔ قُلْ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۔ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۔ (سورہ جنّ ۲۲)

کہدو میں تمہارے حق میں نقصان اور نفع کا کچھ حق نہیں رکھتا یہ بھی کہدو کہ اللہ کے عذاب سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں رکھتا۔

اُن کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

۴ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنی خاص تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں تیرے سوا دنیا و آخرت کے کسی کام میں کسی سے مدد نہیں چاہتے۔

خطاب کیا گیا ہے کہ وہ ہستی جس کے اختیار میں نفع ونقصان ہے وہ صرف اللہ ہے اس کے سوا کوئی نہیں اور اللہ کے سوا جتنے من گھڑت معبود ہیں، کوئی ذرہ برابر نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے باوجود کہ آپ اولین وآخرین کے سردار اور انبیاء ومرسلین کے امام ہیں دوسروں کے تو درکنار خود اپنے لئے نقصان اور نفع کے مالک نہیں۔

# قابلِ توجہ احادیث

۱ —— حدیث صحیح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آیت "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا:

اے بنو کعب بن لوی، خود کو جہنم کی آگ سے بچاؤ
اے بنو عبد شمس اپنے کو جہنم کی آگ سے بچاؤ
اے بنو عبد مناف، اپنے کو جہنم کی آگ سے بچاؤ
اے فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔
میں تم لوگوں کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکوں گا،

دوسری روایت میں آپؐ نے اہلِ قریش، بنو عبد المطلب، عباس بن عبد المطلب اپنی پھوپھی صفیہؓ اور صاحبزادی فاطمہؓ کو خطاب کر کے فرمایا

تھا میں تم لوگوں کو اللہ کے مقابلے میں کچھ فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔"

۲۔ اِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ ۔ جب سوال کرو تو اللہ سے کرو اور جب مدد چاہو تو اللہ سے چاہو

اگر اہلِ بدعت ان آیات واحادیث پر غور کرتے اور ان آیات و احادیث کے متعلق ائمہ محققین کی تفاسیر و شروح کا مطالعہ کرتے تو اُن کو معلوم ہوجاتا کہ انبیاء وصالحین سے انکا وسیلہ پکڑنا بے اصل ہے دین سے اس کو کچھ لگاؤ نہیں اور ان سے استعانت واستغاثہ کرنا کھلا ہوا شرک ہے۔

# اسماء اور صفات کی توحید

اسماء اور صفات کی توحید کا مطلب یہ ہے کہ آدمی یہ پختہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے اوصاف عالیہ اور اسماء حسنیٰ کا جو ذکر فرمایا ہے نیز احادیث صحیحہ سے اللہ کے اسماء وصفات کے بارے میں جو کچھ ثابت ہے وہ سب کا سب اللہ کے جلال وعظمت وکبریائی کے عین لائق وزیبا ہیں۔

ان صفات میں سے ایک اللہ کی صفت "حیات" بھی ہے جیسے کہ اللہ کا ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۞ (اٰلِ عمران ۲) | اللہ کے سوا معبود نہیں، وہ زندہ قائم رہنے والا ہے ۞ |

صفتِ "علم" ــــ اللہ کا ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ ۞ (البقرہ ۲۵۵) | اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر بھی دسترس حاصل نہیں کر سکتے ۞ |

نیز فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۞ (سورۃ الملک ۱۴) | کیا جس نے پیدا کیا وہ نہیں جانتا وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور ہر چیز سے باخبر ہے ۞ |

"ارادہ" ــــ ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۞ (سورۂ یٰسٓ ۸۲) | اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے ۞ |

"قدرت" ــــ ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۞ (سورۃ الفتح ۲۱) | اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۞ |

"سمع و بصر" ــــــــــ ارشاد ہے :

| | |
|---|---|
| وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا | اور اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے ۔ |
| (النساء ۱۳۴) | |

"کلام" ــــــــــ ارشادِ الٰہی :

| | |
|---|---|
| وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۞ | اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا ۔ |
| (النساء ۱۶۴) | |

نیز فرمایا :

| | |
|---|---|
| وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۞ | اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر پہونچے اور ان کے رب نے کلام کیا ۞ |
| (الاعراف ۱۴۳) | |

"رحمت" ــــــــــ ارشادِ الٰہی :

| | |
|---|---|
| بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ |

"حُبّ" ــــــــــ ارشاد ہے :

| | |
|---|---|
| يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ | وہ ان کو دوست رکھے گا وہ اس کو دوست رکھیں گے ۞ |
| (المائدہ ۵۴) | |

"الیدین" ——— ارشاد ہے

لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (ص ۷۵) — جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ۔

"الوجہ" ——— ارشاد ہے

وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۔ (الرحمٰن ۲۷) — اور باقی رہے گی تمہارے ربّ کی ذات جو عظمت اور بزرگی والی ہے

استواء علی العرش ——— ارشاد ہے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔ (سورہ طٰہٰ) — رحمٰن جس نے عرش پر قرار پکڑا۔

نزول ——— حدیث صحیح میں ہے

يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا ۔ — ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے ۔

ان سب کے علاوہ وہ صفات جن کو ہم بیس صفات میں محصور نہیں کر سکتے بلکہ بیس ہی محصور کرنا بھی بعد والوں کی بدعت ہے بس ہم پر واجب ہے کہ کتاب اللہ وسنّت صحیحہ میں اللہ کی جتنی صفات اور اسماء وارد ہیں سب کو بِلا تمثیل ثابت سمجھیں اور بلا تعطیل اور اس بارے میں سب سے جامع بات یہی ہے کہ اللہ کو ان باتوں کے ساتھ بیان کیا جائے جن کے ساتھ اس نے

خود کو بیان کیا یا اس کے رسول ؐ نے اس کو بیان کیا یا جسطرح ہم سے پہلے والوں نے بیان کیا قرآن و حدیث سے آگے بڑھے بغیر سلف کا مذہب حق ہے دو باطل کے درمیان تمثیل باطل اور تعطیل باطل کے درمیان تشبیہ دینے والا "صنم" کو پوجتا ہے اور معطل کرنے والا "عدم" کو پوجتا ہے اور موحد آسمان و زمین کے معبود کی بندگی کرتا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الشوریٰ ۱۱)

"اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے"

اس آیت نے اللہ کو مخلوقات کی مماثلت سے پاک کرنے کا حکم صادر کیا اور تشبیہ دینے والے کا رد کیا، اور وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ کی آیت نے سمع و بصر کی دونوں صفتوں کو اللہ کے لئے ثابت کیا اور معطّلین کا رد کیا۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَنْ شَبَّهَ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ بِخَلْقِهٖ
جس نے اللہ عظیم کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دی

فَهُوَ النَّسِيْبُ لِمُشْرِكٍ نَصْرَانِيْ
پس وہ مشرک نصرانی کا ساتھی

اَوْ عَطَّلَ الرَّحْمٰنَ عَنْ اَوْصَافِهٖ
یا رحمٰن کو اس کے اوصاف سے معطل کر دے

فَهُوَ الْكَفُور وَلَيْسَ ذَا ايمَان

پس وہ کافر ہے ایمان والا نہیں :

سلف صالح اللہ کی صفات کو اس کی مخلوق کی صفات کے ساتھ تشبیہ نہیں دیتے تھے اور نہ اس کی ذات کو اس کی مخلوق کی ذات سے تشبیہ دیتے تھے، کیونکہ صفات میں کلام کرنا دراصل اس کی ذات میں کلام کرنے کے برابر ہے، اس لئے کہ جیسے اس کی مقدس ذات مخلوقات کی ذاتوں کے مشابہ نہیں، اسی طرح اس کی صفات مخلوقات کی صفات کے مشابہ نہیں۔

لہذا جب ہم کہیں کہ اللہ کو بھی علم ہے اور مخلوق کو بھی علم ہے جیساکہ اللہ نے اپنی بابت فرمایا، وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور فرمایا أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ " اور اپنی مخلوق کے بارے میں فرمایا " وبشرناہ بغلامٍ علیم "

اور حضرت یوسفؑ کے متعلق فرمایا :

اِجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ﴿یوسف ۵۵﴾ مجھے ملک کے خزانے پر مقرر کردو میں نگرانی کرنے والا جاننے والا ہوں۔

تو اس میں شک نہیں کہ اللہ کا علم یوسف یا اسحٰق کے علم کی طرح نہیں، اللہ نے اپنی ذات کو رأفت و رحمت سے موصوف کیا اور فرمایا اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيمٌ " بیشک اللہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے "

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۞ — اور اللہ ایمان والوں کے ساتھ رحم کرنے والا ہے ۞

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا :

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورہ توبہ ۱۲۸) — بیشک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آتے ہیں تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں، اور مومنوں پر نہایت ہی شفقت کرنیوالے مہربان ہیں ۞

تو اللہ کی رحمت مخلوق کی رحمت کی طرح نہیں اور نہ اس کی نرمی مخلوق کی نرمی کی طرح ۔ اسی طرح اللہ نے اپنی ذات کو سمع و بصر کے ساتھ موصوف کیا ، اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۞

اور مخلوق کے بارے میں بھی فرمایا :

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۞ (الانسان ۲) — بیشک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا تاکہ اسے آزمائیں تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا ۞

ہم کو ذرا بھی شک نہیں کہ جو کچھ قرآن میں ہے سب حق ہے ۔

اللہ کے لئے "سمع وبصر" ہے حقیقتاً ثابت ہیں جیساکہ اس کے جلال وکمال کے لائق ہے۔ اسی طرح مخلوق کو بھی "سمع وبصر" ہے حقیقی اسکے فقر وفنا کے حال کے مناسب اور خالق کے سمع وبصر اور مخلوق کے سمع وبصر کے درمیان وہی فرق ہے جو خالق ومخلوق کی ذات کے درمیان ہے۔

اللہ نے اپنا وصف "حیاۃ" بیان کیا اور فرمایا:

اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ؁ (آل عمران ۲) — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ قائم رہنے والا ہے۔

اور فرمایا:

وَهُوَ الْحَيُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ؁ (غافر ۶۵) — وہ زندہ ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں

اور اپنی بعض مخلوق کو بھی "حیاۃ" سے موصوف کیا ہے اور فرمایا:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؁ (الانبیاء ۳۰) — اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ بنایا؁

اور فرمایا:

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا (سورۃ مریم ۱۵) — اور سلام ہو اس پر جس دن وہ پیدا کیا گیا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ کرکے اٹھایا جائیگا۔

لہٰذا خالق کی حیاۃ مخلوق کی حیاۃ کی طرح نہیں۔

اور فرمایا

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ (سورۂ طٰہٰ) — اور رحمٰن عرش پر قرار پاگیا

اور مخلوق کے بارے میں فرمایا :

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ ۝ — اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری۔

(سورہ ھود ۴۴)

لہٰذا اللہ کا استواء کشتی کے جودی پہاڑ پر استواء کی طرح نہیں الغرض ہم قرآن و حدیث سے تجاوز نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ کی ان صفات کی تاویل کرتے جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں ، جہمیوں اور معتزلیوں کی تاویلات کی طرح جو اس کے قائل ہیں کہ " ید " سے مراد نعمت ہے ' اور " استواء " استیلاء [1] " کے معنی میں ہے اور " وجہ " کے معنی ذات ہیں اور " رحمۃ " کا مطلب فضل کرنا ہے اور نزول کا مطلب اس کی رحمت یا حکم کا نزول ہے یا فرشتوں کا نزول مراد ہے یہ اور اسی طرح کی فاسد تاویلات جو دراصل گمراہ فلاسفہ کے افکار کی نقل ہے ۔

---

[1] استویٰ بمعنی استیلاء کے لئے وہ شاعر کے اس قول کو دلیل بناتے ہیں ۔

قد استویٰ بشر علی العراق ۝ من غیر سیف ودم مھراق

ایک آدمی عراق پر غالب آگیا ۝ تلوار اور خون بہاتے بغیر۔ (باقی صفحہ ۱۲۴ پر)

یہ تاویلات، جو انسان کو کفر تک پہونچاتی ہیں اور شریعت کو ان باطل پرستوں کے ہاتھ میں کھلونا بنا دیتی ہیں، اس طرح کوئی باطل پرست جب بھی کسی عقیدہ یا حکم شرعی کو تباہ کرنا چاہے گا تو وہ تاویل ہی کی راہ اختیار کرے گا۔ اور یہ کتنا قبیح اور گمراہ کن فعل ہے۔

اور اس اعتقاد پر جسے اللہ نے اپنے لئے بیان کیا ہے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے جو قرآن و احادیث صحیحہ نے کسی

---

(حاشیہ صفحہ ۱۲۳ سے آگے) اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ شعر بناوٹی ہے جس کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

دوسرے یہ کہ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا غلبہ کسی انسان کے عراق پر غلبہ کرنے کی طرح ہے تو یہ خالق کو مخلوق کے مشابہہ کرنا ہوا اور اگر یہ مطلب ہو کہ اللہ کا غلبہ تو اس کی شانِ برتر کی حیثیت کے ساتھ خاص ہے اور انسان کا غلبہ انسانی حیثیت کے مطابق ہے تو ایسی صورت میں کیوں نہ قرآن ہی کے الفاظ کو اپنے محل پر برقرار رکھتے اور اقرار کرتے کہ وہ استویٰ مراد ہے جو اللہ جل جلالہٗ کی شان کے لائق ہے غرض ان کے لئے ان دونوں میں سے کسی ایک بات سے گریز ممکن نہیں۔

تفصیلات کے لئے امام ذہبی کی۔ بحث "الاستواء فی العلو" اور ابن قیم کی "الجیوش الاسلامیہ" اور میری کتاب "العقائد السلفیہ" کا مطالعہ کرو میں نے اپنی کتاب میں استواء کی ایسی جامع بحث کی ہے جس پر اضافہ مشکل ہے۔

تمثیل، تکییف اور تعطیل کے بغیر پیش کیا ہے، اسی عقیدے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک تھا، صحابہؓ تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ معتبر مثلاً امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام المحدثین امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، ابو داؤدؒ، ثوریؒ، ابن عیینہؒ ان کے علاوہ دوسرے محدثین فقہاء کرام حق پرست صوفیاء جیسے جنیدؒ، جیلانیؒ، ابو نعیمؒ محققینِ اہلِ لغت مثلاً خلیلؒ بن احمدؒ اور ثعلبؒ وغیرہ قائم تھے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

ہماری دعا ہے کہ

اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس رسالہ سے فائدہ پہونچائے؛

انہ سمیع قریب مجیب الدعاء وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ والتابعین ۞

# اسلام میں حلال و حرام

ہر شخص وسیلے کا محتاج ہے ، وسیلہ زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے ، اللہ نے اہلِ ایمان کو وسیلہ کا حکم دیا ہے ۔ مشروع وسیلے کے تمام اقسام مثلاً اللہ کے اسماء حسنیٰ کا وسیلہ ، اعمالِ صالحہ کا وسیلہ ، مومن کی دعا کا وسیلہ ، قرآن و احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں نہایت تفصیل و تحقیق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ۔

نیز تمام ممنوع اور حرام شرکیہ وسیلے جیسے انبیاء ، اولیاء ، بزرگوں ولیوں اور مردہ زندہ کی ذات انکے حق و حرمت و جاہ کے وسیلے کا ایسا محققانہ وشافی و کافی جواب دیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کے دل و دماغ پر مشروع وسیلے کی حقانیت ثبت ہو کر ممنوع اور حرام وسیلے کے باطل اور مردود ہونے کی پوری قلعی کھل جاتی ہے

یہ کتاب اردو زبان میں ایک بیش بہا اضافہ ہے جو علامہ شیخ محمد نسیب الرفاعی اور علامہ محمد ناصر الدین البانی کی تحقیقات کا نچوڑ اور مولانا مختار احمد صاحب ندوی کی آسان ترجمانی اور دلکش پیش لفظ کا مرقع ہے ۔ فوٹو آفسٹ کی اعلےٰ طباعت

قیمت مجلد ۱۰ روپے

ناشر

## الدار السلفیہ

حامد بلڈنگ ، مومن پورہ ، مولانا آزاد روڈ ، بمبئی ۱۱

الدار السلفية